قیامِ رمضان

(نمازِ تراویح کی مشروعیت اور تعداد کا تحقیقی جائزہ)

شاہد حمید گل

منہاج القرآن پبلیکیشنز

دیگر کتب

(1) پُرنور بندے
(2) تراویح بیس یا آٹھ؟
(3) کیا عورت مرد سے کم تر ہے؟
(4) عرقِ حیات (شاعری)

(5) **Qaseedah Burdah** (English Translation)
(6) **Qaseedah Burdah** (Urdu Translation)
(7) **Grip to Grasp** (Spoken English)
(8) **Essence of Life** (Poetry)
(9) **Easiness to English** (English to Urdu)
(10) **Easiness to English** (Urdu to English)

منہاج القرآن پبلیکیشنز

یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ 38- اُردو بازار لاہور۔ فون: 7237695
365 ایم ماڈل ٹاون لاہور۔ فون: 042-5168514 , UAN:111-140-140
فیکس: 5168184, www.minhaj.biz, e-mail : sales@minhaj.biz

قیامِ رمضان

(تراویح کی مشروعیت اور تعداد کا تحقیقی جائزہ)

مؤلف

شاہد حمید گل

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	قیامِ رمضان
مؤلف	شاہد حمید گل
خصوصی رہنمائی	مفتی عبد القیوم ہزاروی مدظلہ العالی
کمپوزنگ	محمد نواز قادری (منہاجین)
اشاعت اوّل	۲۰۰۰....۱۱۰۰
اشاعت ثانی	۲۰۰۵....۱۱۰۰
مطبع	منہاج القرآن پرنٹرز
قیمت:	-/50روپے

انتساب

میں اپنی اس حقیر سی کاوش کو

☆ اپنے والدین، جنہوں نے مجھے حصولِ علم دین کی نیک راہ پر لگایا،

☆ قائد انقلاب پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی، جنہوں نے قلب و ذہن کو انقلابِ مصطفوی کی فکر سے آشنائی عطا کی اور

☆ اپنے اساتذہ کرام بالخصوص مفتی عبد القیوم ہزاروی مفتی اعظم ادارہ منہاج القرآن، جن کی روحانی پرورش سے مجھے یہ مقام نصیب ہوا، کے نام کرتا ہوں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیزمحترم شاہدحمیدگِل، منہاج انٹرنیشنل یونیورسٹی میں سالِ ششم کے ہونہار طالب علم ہیں۔ ذہن رسا اور ذوقِ مطالعہ کی خوبی سے مالا مال ہیں۔ اردو میں ''توحید ''پر ایک کتاب اورانگلش سپیکنگ پرانگریزی اردومیں 305 صفحات کی شاندار کتاب '' GRIP TO GRASP''لکھ چکے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب انہوں نے دوران اسباق مسئلہ تراویح پر مرتب کی ہے ۔ کئی علمی اساسی مأخذ کو پیش نظر رکھ کر اس مسئلہ پر تحقیق و استدلال کی کامیاب کوشش کی۔ اس مسئلہ پر یہ کتابچہ بہت مفید اور مدلل ہے۔ اللہ تعالیٰ فاضل مؤلف کے علم و عمل میں برکتیں عطا فرمائے آمین۔

بحرمة سید المرسلین علیه وعلیٰ آله و صحبه اکمل الصلوات و اجمل التسلیم۔

مفتی عبدالقیوم ہزاروی

مقدمہ

بہت سے لوگ ابھی تک اس کشمکش کا شکار ہیں کہ آیا نمازِ تراویح کی رکعات بیس (20) ہیں یا آٹھ (8)۔ تو اس کی بنیادی وجہ یہ کہ جب ہمارے کچھ بھائی آٹھ (8) رکعات نمازِ تراویح پڑھتے ہیں تو دوسرے لوگ بھی انہیں دیکھ کر یہ خیال کرتے ہیں کہ آٹھ رکعات نمازِ تراویح پڑھنا بھی درست ہے ۔ دوسری بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہمارے وہ دوست جو ایسا کرتے ہیں انہیں قرآن وسنت کی روشنی میں مکمل طور پر اس حقیقت سے آگاہ نہیں ہیں کہ آیا نمازِ تراویح کی رکعات بیس ہیں یا آٹھ۔ الحمد اللہ! میں نے اس ذہنی کشمکش کو دور کرنے کے لئے اپنی حتی الامکان کوشش کی ہے کہ اس کتاب کے ذریعے لوگوں تک نمازِ تراویح کی رکعات کا صحیح تصورِ پیش کیا جا سکے۔ اس کتاب میں قرآن و حدیث کی روشنی اور اسلاف کے اقوال سے جامع اور مفصل گفتگو کی ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد کسی شخص کے ذہن میں نمازِ تراویح کی صحیح تعداد کے بارے میں کوئی ابہام نہیں رہے گا۔

کتاب کے اس دوسرے ایڈیشن میں مزید بہتری لائی گئی ہے۔ میں قارئین سے ملتمس ہوں کہ اگر کتاب میں کہیں ایسا تحقیق واستدلال کا عنصرنظر آئے جوقرآن وسنت سے متضاد ہوتو میری کم فہمی سمجھ کے درگزر کردیا جائے۔اورمیری اصلاح کردی جائے۔

شاہد حمید گل

نمبر شمار	فہرست	صفحہ
۱	مقدمہ	۵
۲	باب اول — تراویح کیا ہے	۹
۳	لغوی تعریف	۱۰
۴	اصطلاحی تعریف	۱۰
۵	ترویحہ کا مطلب	۱۰
۶	سنت تراویح کب ہوئی؟	۱۱
۷	وقت التراویح	۱۱
۸	تراویح کی ترغیب	۱۲
۹	تراویح کی حالت	۱۵
۱۰	الف۔ نمازِ تراویح کی نیت	۱۵
۱۱	ب۔ تراویح کی رکعات	۱۶
۱۲	بیس تراویح پر اعتراضات اور جوابات	۱۷
۱۳	قرأت کی مقدار	۲۱
۱۴	مفرد یا جماعت کے ساتھ ادا کرنا	۲۲
۱۵	تراویح کی قضاء	۲۳
۱۶	تراویح کی تعداد اور علماء کے اقوال	۲۵
۱۷	امام ابن عبد البرؒ	۲۷

نمبر شمار	فہرست	صفحہ
۱۸	امام غزالیؒ	۲۸
۱۹	قطب ربانی سیدنا عبد القادر جیلانیؒ	۲۷
۲۰	امام ابن قدامہ حنبلیؒ	۲۷
۲۱	علامہ سبکیؒ	۲۸
۲۲	امام نوویؒ	۲۸
۲۳	علامہ ابن تیمیہؒ	۲۸
۲۴	علامہ عینیؒ	۲۸
۲۵	علامہ شیخ ابن حجر عسقلانیؒ	۲۹
۲۶	امام عبد الوہاب شعرانیؒ	۲۹
۲۷	علامہ شامیؒ	۲۹
۲۸	تراویح کے فوائد اور بیس رکعات کی حکمت	۳۰
۲۹	باب دوم — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں نمازِ تراویح	۳۱
۳۰	صورت حال	۳۲
۳۱	نمازِ تراویح کی رکعات کی تعداد	۳۴
۳۲	باب سوم — حضرت عمر رضی اللہ عنہ فاروق کے دور میں نمازِ تراویح	۴۲
۳۳	تراویح کی حالت	۴۵
۳۴	تراویح کی تعداد	۴۶

نمبر شمار	فہرست	صفحہ
۳۵	خلفاء راشدین کا عمل سنت ہے	۴۷
۳۶	طریقہ کار	۵۲
۳۷	اقوال العلماء	۵۳
۳۸	خلاصہ	۵۴
۳۹	باب چہارم حضرت عثمانِ غنی ؓ کے دور میں نمازِ تراویح	۵۶
۴۰	الف۔ صورتِ حال	۵۷
۴۱	ب۔ تعداد رکعات	۵۷
۴۲	ج۔ طریقہ	۵۷
۴۳	باب پنجم حضرت علی ؓ کے دور میں نمازِ تراویح	۵۸
۴۴	الف۔ صورت حال	۵۹
۴۵	ب۔ تعداد رکعات	۵۹
۴۶	اہم بات	۵۹
۴۷	اطراف الآیات	۶۲
۴۸	اطراف الاحادیث	۶۲
۴۹	اعلام و بلاد	۶۴
۵۰	کتابیات	۶۸

باب اول

تراویح کیا ہے؟

لغوی تعریف

لغت میں تراویح ''ترویحہ'' کی جمع ہے جس کا مطلب ہے ایک بار آرام کرنا جیسے کہا جاتا ہے۔

اراح اللہ تعالٰی العبد ای ادخلہ فی الراحۃ.

اور اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے۔''اراح الرجل'' بمعنی استراحۃ یعنی اس شخص نے آرام کیا۔

اصطلاحی تعریف

اصطلاح میں تراویح کا مطلب صرف رمضان کے مہینے میں رات کو عشاء کی نماز کے فوری بعد یعنی فرضوں کے فوری بعد جو مخصوص نماز ادا کی جاتی ہے اسے تراویح کہتے ہیں۔ (۱)

ترویحہ کا مطلب

ترویحہ سے مراد امام اور مقتدیوں کا چار رکعت ادا کرنے کے بعد آرام کرنا ہے۔ اور یہ چار رکعت دو دو کر کے ادا کی جاتی ہیں جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی روایت میں آتا ہے۔

کان رسول اللہ ﷺ یصلی اربع رکعات فی اللیل ثم یتروح. (۲)

''حضور نبی اکرم ﷺ رات کو چار رکعت ادا کرنے کے بعد آرام کرتے تھے''

امام بیہقیؒ نے کہا کہ یہ راحت حاصل کرنے میں دلیل ہے۔

(۱) اوجز المسالک الی مؤطا الامام مالک، ۲: ۲۹۳

(۲) بیہقی، السنن الکبری، ۲: ۳۹۷

امام بیہقیؒ نے حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں نماز تراویح میں ترویحہ کی مقدار کے بارے میں سنن کبری میں روایت نقل کی ہے۔

کان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یروحنا فی رمضان قدر ما یذھب الرجل من المسجد الی الجبل سلع (۱)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہمیں رمضان کے مہینے میں چار رکعات کے بعد آرام کیلئے اتنا وقفہ دیتے تھے جتنا کہ کوئی آدمی مسجد نبوی سے چل کر کوہ سلع تک پہنچ جاتا ہے۔

سنت تراویح کب مقرر ہوئی؟

یہ ہجری کے آخری سال میں شروع ہوئی کیونکہ کسی روایت میں اس کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ کے ادا کرنے کا ذکر نہیں آتا کہ آپ ﷺ نے دوبارہ کبھی نماز تراویح ادا کی ہو اور نہ ہی آپ ﷺ سے اس کے بارے میں کوئی سوال ثابت ہے اور یہ حضور نبی اکرم ﷺ کی زندگی مبارک کا آخر سال ہونے کی دلیل ہے کیونکہ اگر یہ آپ ﷺ کی زندگی کا آخری سال نہ ہوتا تو آپ ﷺ آئندہ سال بھی نماز تراویح ادا کرتے یا اس کے بارے میں کوئی نہ کوئی سوال ضرور اٹھتا اور اس کے متعلق ضرور کچھ بیان کیا جاتا۔ (۲)

وقت التراویح

امام رافعیؒ کہتے ہیں نماز عشاء کی فراغت کے بعد تراویح کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ شوافع کہتے ہیں کہ نماز عشاء سے لے کر تہجد تک اس کا وقت ہے یعنی طلوع فجر تک اس کا وقت رہتا ہے اور عام اہل علم کا یہی قول ہے۔ اسماعیل زاہد اور بعض اہل علم نے کہا کہ ساری رات اس کا وقت ہوتا ہے یعنی عشاء سے پہلے یا بعد میں بھی پڑھ سکتے ہیں لیکن یہ بہت کمزور قول ہے۔

(۱) بیہقی، السنن الکبری، ۲: ۴۹۷

(۲) قلیوبی و عمیرہ، ۱: ۲۱٦

تراویح کی ترغیب

الحدیث الاول

عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ قال كان رسول الله ﷺ يرغب فی قيام رمضان من غير أن يأمرهم فيه بعزيمة .

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ قیام رمضان کی ترغیب دیتے تھے صراحۃ نہیں کہتے تھے (یعنی حکم نہیں دیتے تھے)۔

مثلا فرماتے:

من قام رمضان ايماناً و احتساباً غفرله ما تقدم من ذنبه وفی رواية صحيحة روى و ماتأخر

جس نے ایمان اور ثواب کی نیت سے رمضان میں قیام کیا اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور ایک صحیح روایت میں یہ بھی اضافہ ہے کہ اس کے پچھلے گناہ بھی بخش دیئے جاتے ہیں۔

الحدیث الثانی

و عنه قال قال رسول الله ﷺ ان الله فرض عليكم صيام رمضان و سنت لكم قيامة فمن قامه ايمانًا و احتسابًا غفرله ما تقدم من ذنبه. رواه الدار قطنی

’’انہی سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ’’ بے شک اللہ تعالی نے تم پر رمضان کے روزے فرض کر دیئے اور میں نے اس کا قیام تمہارے

لئے سنت کر دیا۔ پس جس نے ایمان اور نیت ثواب سے اس کا قیام کیا تو اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اس کو دارقطنی نے روایت کیا ہے۔‘‘

الحدیث الثالث

و عنه رضی الله تعالى عنه ان رسول الله ﷺ ذكر رمضان بفضله على الشهور فقال من قام رمضان ايمان و احتسابا خرج من ذنبه كيوم ولدته امه.

انہی سے یہ بھی روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان میں ایمان اور نیت ثواب کے ساتھ قیام کیا وہ اس دن کی طرح اپنے گناہوں سے نکل گیا جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا۔

گزشتہ حدیث کی شرح

(قام رمضان) سے مراد ہے کہ رمضان کی راتوں کو نماز میں قیام کیا۔ اس سے مراد صرف مطلق کھڑا ہونا تھوڑا ہو یا زیادہ مراد نہیں جیسے کہ کہا گیا ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ رمضان کی راتوں میں کثرت سے عبادت کی جائے تاکہ ساری رات ہی نماز تلاوت، ذکر اور تسبیح وغیرہ پر مشتمل ہو جائے اور چونکہ نماز میں تلاوت، ذکر اور تسبیح ہے اس کا تقاضا ہے کہ مسلمان زیادہ رکعات کی صورت میں قیام کریں تاکہ اگر ساری رات قیام پر مشتمل نہیں ہوسکتی تو کم از کم زیادہ حصہ اس پر مشتمل ہو اور یہ مراد ’’من قام رمضان‘‘ کے مبارک الفاظ سے سمجھی جارہی ہے کیونکہ اصول فقہ (Jurisprudence) میں یہ قاعدہ متعین ہے کہ جب ظرف منصوب ہو تو حرف جر کے حذف (Omit) کرنے سے وہ ظرف مفعول بہ کے قائم ہو جاتا ہے اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ فعل تمام ظرف کو شامل ہو ہاں کوئی اگر دلیل (Contention) تخصیص کرے تو الگ بات ہے۔ بخلاف اس صورت کے جب ظرف حرف جر کی وجہ سے مجرور ہو تو پھر فعل بعض ظرف پر مشتمل ہوتا ہے

کل پر نہیں اور ہر وہ آدمی جسے علم اصول فقہ کا ادراک حاصل ہے وہ ''قام اللیل'' ''صام رمضان'' اور قام فی اللیل قام فی رمضان کا فرق پہچانتا ہے۔

یہاں جب یہ بات ثابت ہوگئی تو مقصود یہ ہوگا کہ تمام رات اطاعت میں گزر جائے اور یہ بات عقلاً وشرعاً ناممکن ہے عقلاً اس لئے کہ انسان ایک سے زیادہ مرتبہ نیا وضو کرنے کے لئے مجبور ہوتا ہے تو اطاعت اور عبادت کا سلسلہ ختم ہو شرعاً اس لئے کہ شارع علیہ السلام نے سحری کھانے کو مستحب قرار دیا ہے۔ لہٰذا یہاں بھی عبادت میں انقطاع ہوا اور علم اصول کے قواعد کے بھی مطابقت یہی ہے کہ مقصود یہاں یہ ہے کہ رات کا اکثر حصہ عبادت پر مشتمل ہو اور یہ آٹھ رکعت سے نہیں ہوسکتا اسی لئے اہل مکہ چار رکعت کے بعد طواف کرتے تھے کیونکہ طواف عبادت ہے اور اہل مدینہ الگ الگ طواف کی جگہ نماز پڑھتے تھے اور وہ ہر چار تراویح کے بعد چار نوافل پڑھ لیتے تھے۔

(ایماناً و احتساباً) خطابی نے کہا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نیت اور طلب ثواب کے لئے اور صدق نیت سے دکھلاوے کے لئے نہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ رمضان میں روزے رکھے ایمان کے ساتھ اور شوق ثواب سے، خوش دلی کے ساتھ تنگ ہو کر نہیں ۔نہ تو راتوں میں کمی کرے اور نہ دن تک اس سلسلہ کو لمبا کرے اور جس روایت میں (ماتأخر) آتا ہے یہ ثقہ راوی کی طرف سے اضافہ ہے۔ (۱)

(غفرلہ ما تقدم من ذنبہ و ماتاخر) یہ کنایہ کہ اللہ تعالیٰ اس کی گناہوں سے حفاظت کرتا ہے یعنی مغفرت درجات کی بلندی کا سبب ہوتی ہے۔

امام نوویؒ کہتے ہیں کہ سوال کیا جاتا ہے کہ جب وضو گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے تو نماز کس کا کفارہ بنتی ہے۔ علماء کرام نے اس کا جواب دیا کہ ہر چیز میں کفارہ بننے کی صلاحیت ہے۔ اگر صغیرہ گناہ ہیں تو ان کا کفارہ بن جائے گی اور اگر چھوٹا بڑا گناہ کیا ہی نہیں تو اب اس کے بدلے نیکیاں لکھی جائیں گی اور درجات بلند کئے جائیں گے اور اگر بڑے گناہ کئے اور چھوٹے نہیں تو ہمیں امید ہے کہ اللہ بڑے گناہوں میں بھی رعایت کردے گا۔

(۱) اوجز المسالک، ۲: ۲۸۶

الحدیث الرابع

من ادرک رمضان بمکة فصامه و قام منه بما تیسر کتب الله له مائة الف شهر رمضان (۱)

''جس نے مکہ میں رمضان کو پایا اور اس کا روزہ رکھا اور جتنا ممکن ہوا قیام کیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک لاکھ رمضان کے مہینوں کا اجر لکھ دیتا ہے۔''

الحدیث الخامس

قال رسول الله ﷺ لقد أظلکم شهر کم هذا بمحلوف رسول الله ﷺ ما مر بالمسلمین شهر خیر لهم منه و لا مر بالمنافقین شهر شر لهم منه بمحلوف رسول الله ﷺ ان الله لیکتب اجره و نوافله قبل ان یدخله. رواه ابن خزیمة فی صحیحه

''حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا (تاکید کے ساتھ) کہ تم پر یہ مہینہ سایہ فگن ہوا مسلمانوں پر اس سے بہتر مہینہ نہیں گزرا اور منافقوں پر اس سے برا مہینہ نہیں گزرا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے تاکیداً یہ فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس کا اجر اور نفل اس کے داخل ہونے سے پہلے لکھ دیتا ہے۔''

تراویح کی حالت

(الف) نمازِ تراویح کی نیت

تراویح کی نیت یوں کرنی چاہیے کہ دو رکعات سنت قیام رمضان یا سنت تراویح اگر تعداد کا نام نہ بھی لیا جائے تو تب بھی ٹھیک ہے اور یہی قابل اعتماد قول ہے جیسے کہ

(۱) ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۰۴۱

"صاحب الاعانة" کے مصنف نے لکھا ہے۔ اس پر ابن حجرؒ نے "الحفه" اور الماوردیؒ نے "البهجة" کے اندر ترمسیؒ نے اپنے حاشیے کے اندر لکھا ہے کہ النوویؒ نے اپنی کتاب "الروضة" میں اس کے خلاف لکھا ہے یعنی ایک ہی مرتبہ نیت کرنا نہیں بلکہ ہر دو رکعات تراویح کی نیت کرے۔ ہر سلام کے اندر دو رکعات تراویح کی نیت کرے۔

"انوار" میں اس پر یہ سوال کیا گیا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ ہر دو رکعات میں سنت تراویح کی نیت کرے جیسے "فتاوی القاضی" میں لکھا ہے کیونکہ رکعات کی تعداد بیان کرنا ضروری نہیں اور امام "الرملیؒ" نے اور "خطیبؒ" نے اس سوال پر غور نہیں کیا اسی لئے انہوں نے "الروضة" کے اندر جو لکھا ہے اس کی تائید کی ہے۔(۱)

ہمیں غور کرنا چاہئے "التوشیح" میں ہے کہ مطلقاً نیت ٹھیک نہیں بلکہ لازم ہے کہ متعین نیت کی جائے کہ جیسے گزر چکا ہے تعداد کی ضرورت نہیں۔

(ب) تراویح کی رکعات

امام نوویؒ کہتے ہیں کہ دس سلاموں کے ساتھ بیس (۲۰) تراویح ہیں ہر دو رکعات ایک سلام کے ساتھ ادا کی جانی چاہئے۔ اس کے علاوہ کوئی صورت جائز نہیں اس لئے کہ اس میں جماعت مشروع ہے اور اسی وجہ سے یہ فرضوں کے مشابہ ہے لہٰذا جیسے روایات میں آیا ہے اس میں تبدیلی جائز نہیں ہے لہٰذا اگر کسی نے چار رکعت یا اس سے زائد ایک تکبیر تحریمہ اور ایک سلام کے ساتھ ادا کی تو بالکل صحیح نہیں اگر یہ عمل دانستہ اور جانتے ہوئے کرے ورنہ بطور افضل صحیح ہے۔

ہر چار رکعات کے بعد "ترویحہ" یعنی آرام کرنا ہے جس میں تسبیح (سبحان اللہ) تکبیر (اللہ اکبر) اور تحلیل (لا الہ الا اللہ) پڑھے۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ ہر دو سلام کے بعد آرام کرتے تھے، کچھ ذکر و اذکار پڑھتے خواہ وہ حدیثوں میں آئے ہیں یا نہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کو قیام بہت لمبا

(۱) حاشیہ الترمسی، ۲: ۳۶۹

کرنا پڑتا تھا۔ اور یہ وجہ بھی ہے کہ تمام اذکار میں تسبیح بڑے مرتبے والی ہے، لہٰذا اس آرام کیلئے سب سے بہترین اور اچھی مصروفیت اللہ کا ذکر ہے اور وہ یوں کہے۔

سبحان اللہ و الحمد للہ ولا الہ الا اللہ و اللہ اکبر ولا حول ولا قوة الا باللہ العلیی العظیم۔

اور یہ تین مرتبہ پڑھے یا جیسے لوگوں کا معمول اور عادت ہو اس کے مطابق پڑھے۔

بیس تراویح پر اعتراضات اور جوابات

پہلا اعتراض

مشکوۃ باب "قیام رمضان" اور مؤطا امام مالک میں ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ابی بن کعبؓ اور تمیم داریؓ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعتیں پڑھائیں ثابت ہوا کہ آٹھ رکعت تراویح ہیں اور باقی تین وتر۔

جواب

اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ حدیث مضطرب ہے اور مضطرب سے دلیل نہیں پکڑی جا سکتی کیونکہ اس کے راوی محمد بن یوسف ہیں۔ مؤطا میں تو ان سے گیارہ کی روایت ہے اور محمد ابن نصر مروزی نے انہی محمد ابن یوسف سے بطریق محمد اسحاق تیرہ رکعت کی روایات کی اور محدث عبدالرزاقؒ (انہی محمد ابن یوسف سے شرح بخاری جلد چہارم صفحہ ۱۸۰ مطبوعہ مطبع خیریہ مصر کو ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ ایک ہی راوی کے بیانات میں اس قدر اختلاف ہے) اس کو اضطراب کہتے ہیں، لہٰذا یہ تمام روایات غیر معتبر (Unreliable) ہے اس سے استدلال غلط ہے، دوسرا یہ کہ اگر یہ حدیث آپ کے نزدیک صحیح ہو تو آٹھ تراویح ہوئیں اور تین وتر ہوئے تو پھر تم تین وتر کیوں نہیں پڑھتے، آپ وتر ایک رکعت پڑھتے ہیں۔ آپ کے نزدیک (نو) رکعت ہونی چاہیے کیا ایک ہی چیز کا آدھا حصہ مقبول

اور آدھا غیر مقبول ہے۔ تیسرا یہ کہ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں اولاً آٹھ تراویح کا حکم دیا گیا پھر بارہ کا پھر آخر میں بیس پر قرار ہوا کیونکہ مشکوۃ باب قیام رمضان میں اسی حدیث کے بعد ہے ''وكان قارى يقراء سورة البقرة فى ثمان ركعات و اذا قام بها فى اثنتى عشر ركعة راى الناس انه قد خفف'' یعنی قاری آٹھ رکعت میں سورۃ بقرہ پڑھتا تھا اور جب اس نے وہی سورت بقرہ بارہ (12) رکعت میں پڑھی تو لوگوں نے ہلکا پن محسوس کیا۔ اس حدیث کے ماتحت مرقاۃ میں ہے۔

نعم ثبت عشرون فى زمن عمر و فى الموطا رواية باحدى عشرة وجمع بينهما انه وقغ اولا ثم استقر الامر على العشرين فانه المتوارث.

یعنی ان روایات کو یوں جمع کیا گیا کہ اولاً تو آٹھ رکعت کا حکم ہوا پھر بیس پر قرار ہوا پھر بیس رکعت ہی منقول ہیں چوتھے یہ کہ اصل تراویح سنت رسول اللہ ﷺ ہے اور تین چیزیں سنت فاروقی ہیں۔ ۱۔ ہمیشہ پڑھنا ۲۔ باقاعدہ جماعت سے پڑھنا۔ ۳۔ بیس رکعت پڑھنا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے بیس رکعت ہمیشہ نہ پڑھیں اور نہ صحابہ کرامؓ کو باقاعدہ جماعت کا حکم دیا اور اگر آٹھ پر عمل کیا جائے تو سنت فاروقی پر عمل چھوٹ گیا اور اگر بیس پڑھی جائیں تو حضور ﷺ کی سنت آٹھ اور بیس پر بھی ہو گیا اور سنت فاروقی پر بھی عمل ہو گیا۔ اور اگر کوئی کہے کہ حضور ﷺ نے آٹھ بھی تو پڑھی ہیں تو آٹھ بھی پڑھ سکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ صحابہؓ نے بیس رکعات پڑھیں اور حضرت عمر فاروقؓ نے بھی بیس پڑھیں۔

حدیث پاک ہے:

''تم پر میری اور صحابہؓ کی سنت فرض ہے'' تو بیس پڑھنے سے حضور اکرم ﷺ کی آٹھ رکعت کی سنت بھی ادا ہو جاتی ہے اور حضرت عمرؓ کی بیس رکعت کی سنت بھی۔ اور آپ بھی تراویح ہمیشہ اور باقاعدہ جماعت کے ساتھ پڑھتے ہیں اور یہ باتیں حضور ﷺ سے ثابت نہیں سنت فاروقی ہے لہذا بیس پڑھیں۔

دوسرا اعتراض:

بخاری شریف میں ہے کہ ابو مسلمہؓ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا کہ حضور ﷺ رمضان کی راتوں میں کتنی رکعت پڑھتے تھے آپؓ نے جواب دیا۔

ما كان رسول الله ﷺ يزيد فى رمضان و فى غيره على احدى عشر ركعات.

''رسول اللہ ﷺ نے رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زائد رکعات نہیں پڑھیں۔''

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے تراویح آٹھ رکعت سے زیادہ کبھی نہیں پڑھیں اور باقی وتر پڑھے بیس رکعات پڑھنا بدعت سیئہ ہے۔

جواب:

اس کے بھی چند جوابات ہیں ایک یہ کہ اس سے نماز تہجد مراد ہے نہ کہ نماز تراویح مراد ہے کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے رمضان اور غیر رمضان میں آٹھ رکعات سے زائد رکعات نہیں پڑھیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ یہ وہی نماز ہے جو ہمیشہ پڑھی جاتی ہے نہ کہ نماز تراویح وہ صرف رمضان میں ہی ادا کی جاتی ہے نیز ترمذی میں اسی حدیث کیلئے باب باندھا:

باب ماجاء فى وصف صلوة النبى ﷺ بالليل

معلوم ہوا کہ یہ صلوۃ اللیل ہے نہ کہ نماز تراویح یعنی تہجد کی نماز مراد ہے، نیز اسی حدیث کے آخر میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ وتر سے پہلے کیوں سو جاتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''اے عائشہ ہماری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا'' جس سے معلوم ہوا کہ یہ رکعتیں سو کر اٹھ کر ادا فرماتے تھے اور وتر بھی اسی کے ساتھ پڑھتے تھے تو حضرت عائشہ صدیقہؓ کو

تعجب ہوا کہ آپ ﷺ نے ہم کو تو وتر پڑھ کر سونے کا حکم دیا اور خود سو کر مع تہجد وتر ادا کرتے ہیں۔ جواب دیا گیا کہ چونکہ ہمیں سو کر اٹھنے کا بھروسہ ہے جسے بھروسہ نہ ہو وہ وتر پڑھ کر سوئے اور نمازِ تراویح سونے سے پہلے پڑھی جاتی ہے، اگر یہ نماز تراویح مراد ہوتی تو سو کر اٹھنے پر پڑھنے کا کیونکر ذکر ہوتا۔

دوسری بات یہ کہ اگر بیس رکعت تراویح بدعت سیئہ ہی تو حضرت عمرؓ و دیگر صحابہ کرامؓ نے کیوں اختیار فرمائی اور خود حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ان کی مخالفت کیونکر نہ کی۔ ان پر کیا فتویٰ لگاؤ گے نیز آج سارے غیر مقلد پورے ماہ رمضان میں باجماعت تراویح پڑھتے ہیں، بتاؤ ان کی یہ ہمیشگی بدعت سیئہ ہے یا نہیں؟

اگر حضور ﷺ نے آٹھ تراویح پڑھیں تو صرف دو تین روز پڑھیں تم اس کی ہمیشگی کر کے کون ہوئے؟ اگر پورے متبع حدیث ہو تو سارے ماہ رمضان میں صرف تین دن تراویح پڑھا کرو۔

نیز ترمذی شریف کی روایت سے ثابت ہوا کہ مکہ والوں کا بیس تراویح پر اتفاق ہے اور مدینہ والوں کا اکتالیس پر، ان میں سے کوئی بھی آٹھ کا عامل نہیں، بتاؤ یہ سارے لوگ بدعتی اور فاسق ہوئے یا نہیں؟ اگر ہوئے تو ان سے حدیث لینا کیسا؟ فاسق کی روایت معتبر (Reliable) نہیں۔

تیسری بات یہ کہ اسی حدیث سے اگر آٹھ رکعت نمازِ تراویح ثابت ہوئی تو تین رکعت بھی ثابت ہوئیں تب ہی تو گیارہ رکعت ثابت ہوں گی پھر وتر ایک کیونکر پڑھتے ہو؟ آرام کیلئے حق یہ ہے کہ آٹھ رکعات تراویح کی تصریح کہیں بھی نہیں ہے کیونکہ جہاں قیام رمضان کا ذکر ہے وہاں تعداد رکعت سے خاموشی ہے اور جن حدیث میں گیارہ کا ذکر ہے وہاں تراویح کی تصریح نہیں ہے بلکہ اس سے تہجد مراد ہے۔ تراویح کی رکعات کے مسئلے کے حوالے سے ہم مزید آئندہ صفحات میں ذکر کریں گے۔

قرأت کی مقدار

امام مالکؒ نے مؤطا میں داؤد بن حسین عن عبدالرحمٰن الاعرجؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے لوگوں کو اس حالت میں پایا کہ وہ رمضان کے مہینے میں کافروں کو لعنت کرتے تھے اور قاری آٹھ رکعت میں سورۃ بقرہ کی تلاوت کرتا تھا اور قاری وہی سورت بارہ رکعات میں پڑھتا تو لوگ خیال کرتے کہ کافی رعایت ہوگئی ہے۔

امام مالکؒ نے عبداللہ بن ابی بکرؓ سے یہ روایت بھی کی ہے کہ میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب ہم تراویح سے فارغ ہو کر آتے تھے تو (والد) نوکروں کو جلدی جلدی کھانا تیار کرنے کا حکم دیتے تھے کیونکہ صبح صادق طلوع ہونے کا ڈر تھا۔

اور مسائب بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے ابی ابن کعب ؓ اور تمیم داری ؓ کو حکم دیا کہ لوگوں کو گیارہ رکعات پڑھائیں اور قاری دو سو آیات پڑھتا تھا یہاں تک کہ قیام لمبا ہونے کی وجہ سے ہم لاٹھی پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے اور صبح صادق کے وقت ہی ہم کھڑے ہوتے۔

ابی عثمان نہدیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق ؓ نے تین قاریوں کو بلایا اور (انہیں تراویح پڑھانے کا حکم دیا) ان میں سب سے تیز پڑھنے والے کو حکم دیا کہ تو لوگوں کیلئے تیس آیات پڑھ اور ان میں درمیانی قرأت کرنے والے کو کہا کہ تم پچیس آیات پڑھا کر اور ان میں آہستہ پڑھنے والے کو کہا کہ تم بیس آیات پڑھ۔ ابی ابن کعبؓ اور تمیم داریؓ باری باری پڑھتے تھے۔

باجی نے کہا ہے تناوب کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جہاں امام کی بات پہنچتی تھی نائب اس کو پورا کر دے، امام حسنؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت کی ہے کہ یہ جو فرمایا کہ امام دس کے لگ بھگ آیات پڑھے اس کی وجہ یہ ہے کہ تراویح کی رکعتوں کی پورے مہینے کی تعداد 600 بنتی ہے اگر کامل ہو یعنی اگر تیس کا مہینہ ہو اور اگر ناقص ہو تو پھر 580 اور مفسرین کے قول کے مطابق کل آیتوں کی تعداد 6666 (چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ) ہے اور

اگر ہر رکعات میں تقریبا دس آیات پڑھیں تو قرآن کریم پورے مہینے میں ختم ہو جائے گا اور بعض نے کہا ہے کہ ہر رکعات میں تیس (30) پڑھے کیونکہ حضرت عمرؓ نے حکم دیا تھا اور اس طرح تین قرآن کریم ختم ہو جائیں گے اس لیے کہ ہر دس دن کے اندر خاص فضیلت ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ رمضان ایسا مہینہ ہے جس کے اول دس دن رحمت کے، درمیان والے یعنی دوسرا عشرہ مغفرت کا اور تیسرا عشرہ جہنم سے نجات حاصل کرنے کا ہے۔

اور بعض علماء نے ستائیس (27) کو قرآن پاک ختم کرنے کو مستحب قرار دیا ہے کہ شاید یہی لیلۃ القدر ہو۔ امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں ہے کہ آپ ایک مہینہ میں 61 قرآن پاک ختم کرتے تھے ہر رات اور ہر دن کو ایک ایک اور پوری تراویحوں میں یعنی ایک پورے ماہ میں اور 60 ساٹھ اپنے طور پر پڑھتے تھے اور اگر لوگ تنگ آ جائیں تو اس قرأت میں بھی کمی کر دینی چاہیے تا کہ لوگوں میں ذوق و شوق باقی رہے کیونکہ نمازیوں کا زیادہ ہونا لمبی قرأت سے افضل ہے، متاخرین نے فتویٰ دیا ہے کہ یا ایک لمبی یا دو درمیانی یا تین چھوٹی آیات پڑھ لے۔ ''اعانة الطالبين ،التحفه اور البهجةؒ' کے مصنفین نے نماز تراویح کی قرأت پر بحث کرتے ہوئے کہا ہے کہ ابن عبدالسلام اور ابن صلاح کے فتویٰ کے مطابق قرآن کریم کو اس طرح تقسیم کر کے پڑھنا تراویح میں کہ پورے مہینے میں قرآن کریم ختم ہو جائے چھوٹی سورتوں کے پڑھنے سے افضل ہے اور ان لوگوں نے علت اس کی یہ بیان کی ہے کہ قرآن کریم کو پورے مہینے میں (تراویح میں پڑھنا) ختم کرنا سنت ہے اور اسی پر امام اسنویؒ نے اعتماد کیا ہے۔

زرکشیؒ وغیرہ نے کہا کہ اسی پر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ وہ تمام مقامات جہاں کسی معین آیت کا حکم آیا ہے جیسے ''صبح کی سنت میں سورہ بقرہ کی دو آیات اور آل عمران کی دو آیات'' اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ سورۃ اخلاص کا تکرار ہر رکعات میں یا کسی رکعت میں یا چھوٹی دس سورتیں پہلی رکعتوں میں اور دوسری میں سورۃ اخلاص پڑھنا جیسے کہ خلیج عمان اور مصر والے کرتے ہیں تو اس سے کوئی حرج لازم نہیں آتا۔ اگر امام حافظ قرآن

نہیں اور نہ ہی لوگ زیادہ لمبا قیام کر سکتے ہوں۔ امام حافظ قرآن ہے اور مقتدی لمبے قیام پر راضی ہیں تو اب یہ چھوٹی سورتیں پڑھنا خلاف اولی ہو گا اور محفوظ تر صورت یہ ہے کہ ختم کا طریقہ اپنایا جائے امام سبکیؒ اور ابن حجرؒ وغیرہ نے اسی کا فتوی دیا ہے۔

مفرد یا جماعت کے ساتھ ادا کرنا

امام نوویؒ نے کہا کہ تراویح کی نماز سنت مؤکدہ ہے اور اس پر علماء کا اجماع اور اس کے مستحب ہونے پر بھی اجماع ہے (۱)۔ ہاں اس بات میں اختلاف ہے کہ گھر میں اکیلے پڑھنا یا مسجد میں باجماعت پڑھنا افضل ہے۔ امام شافعیؒ اور ان کے اصحاب، امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ اور بعض مالکیہ وغیرہ نے زیادہ واضح قول میں کہا کہ افضل یہ ہے کہ تراویح کی نماز باجماعت پڑھی جائے جیسے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کیا اور ہمیشہ اسی پر مسلمانوں کا عمل رہا۔ کیونکہ یہ اسلام کے ظاہری شعار میں ہو گیا اور نماز عید کی طرح ہے اور امام مالکؒ اور یوسفؒ اور بعض شوافع جیسے عراقین اور حیدر لانی نے کہا ہے کہ افضل یہ ہے کہ نماز اکیلے گھر میں ادا کی جائے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فرض کے علاوہ انسان کی افضل نماز وہ ہی ہے جو وہ گھر میں ادا کرتا ہے۔ (۲)

تراویح کی قضاء:

صحیح تر قول کے مطابق نماز تراویح اگر وقت پر ادا نہ کی جائے تو اکیلے ہو یا جماعت کے ساتھ اس کی قضا نہیں پڑھی جا سکتی اس لیے کہ قضاء واجبات اور فرائض کی خصوصیات میں سے ہے اور اگر کسی نے قضاء کی تو یہ افضل اور مستحب ہو جائے گی تراویح نہیں کہلائے گی۔ رہ گئی نماز وتر کی بات، تو اس میں یہ ہے کہ یہ نماز تراویح کے پہلے بھی اور بعد میں ادا کرنا جائز ہے اور افضل آخری صورت ہے یعنی تراویح کے بعد۔ واللہ اعلم۔

''اعانۃ الطالبین'' کے مصنف نے کہا ہے کہ تعلیل مذکورہ سے یہ بات حاصل

(۱) قلیوبی وعمیری، ج۱ص ۲۱۶

(۲) شرح مسلم ج۶ ص ۳۹۔ شرح المنهاج ج۱ص ۲۲۶

ہوتی ہے کہ قرأت میں قیام حضور قلب اور خشوع وخضوع کے ساتھ کرنا چاہیے ان لوگوں کے خلاف جنہوں نے ہمارے زمانے میں عادت بنالی ہے کہ جلدی جلدی نماز ادا کر کے فجر کرتے ہیں۔

سید عبداللہ بن علوی الحداد نے ''الصائح'' میں کہا ہے کہ حد سے زیادہ ہلکی پھلکی نماز سے پرہیز کرنا چاہیے جس کو اکثر جاہل لوگوں نے نماز تراویح میں عادت بنالی ہے یہاں تک کہ واجبات کی ادائیگی میں بھی کوتاہی کرتے ہیں رکوع وسجود میں سکون اور سورۃ فاتحہ کو اس طرح پڑھنا جس طرح پڑھنے کا حق ہے یعنی ضروری ہے وہ اس میں بھی صحیح ادائیگی نہیں کرتے اور یہ سب کچھ جلد بازی کی وجہ سے ہوتا ہے تو ان میں سے نہ تو کوئی اللہ کے نزدیک نماز ادا کرنے والا ہوا کہ اس کو ثواب ہو اور نہ ہی اس کو چھوڑنے والا کہ کم ازکم اس کے چھوٹنے کا اعتراف کرے یہ اور اس سے ملتے جلتے اہل ایمان کیلئے شیطان کے بڑے بڑے دھوکے ہیں کہ عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع کرتا ہے سو اس سے بچنا چاہیے اور ہوشیار رہنا چاہیے۔

مسلمان بھائیو!

جب تم تراویح اور دوسری نماز پڑھنے لگو تو قیام تمام ارکان قرأت اور رکوع وسجود خشوع اور حضور قلب کے ساتھ ادا کیا کرو اور شیطان کا اپنے اوپر بس نہ چلنے دو یعنی مسلط نہ ہونے دو۔ کیونکہ اس کا تسلط ایمان والوں پر اور اللہ پر بھروسہ کرنے والوں پر نہیں چلتا۔

سو تم بھی ان میں شامل ہو جاؤ کہ ان کی گرفت تو انہیں پر ہے جو اس سے دوستی رکھتے ہیں اور اس کو اس کا شریک ٹھہراتے ہیں سو تم ان میں شامل نہ ہو جاؤ۔

دوبارہ ادائیگی:

اس کا مطلب یہ کہ تراویح کے بعد نماز پڑھے یا تراویح کے بعد تراویح ہی ادا کرے سو جب امام احمد بن حنبلؒ سے یہ سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا ''کہ اللہ ایسے لوگوں سے راضی ہوتا ہے کیونکہ خیر ہی کی اُمید رکھ کر اس کی طرف جا رہے ہیں یا پھر کسی

شر سے بچنے کیلئے یہاں تک کہ امام احمدؒ نے فرمایا کہ صحیح ہے اور ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے۔(۱)

تراویح کی تعداد اور علماء کے اقوال

تراویح کی رکعات کی تعداد بیس (۲۰) ہے اس میں ساری امت اور آئمہ کا اتفاق ہے کسی نے اس میں اختلاف نہیں کیا اختلاف اس سے زائد میں ہے یہی امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام داوٗد ظاہریؒ وغیرہ کا قول ہے امام کاسانیؒ نے ''البدائع'' میں کہا ہے کہ یہی قول علماء کا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ قیام رمضان سے مراد نماز تراویح ہے اور چاروں آئمہ میں سے کسی نے بھی بیس سے کم کا قول نہیں کہا بلکہ امام مالک سے جب حاکم نے تراویح کم کرنے کو کہا تو آپ نے منع فرمایا اور اس کو ڈانٹتے اور رد کرتے ہوئے کہا ''کہ میں نے لوگوں کو اسی پر عمل کرتے ہوئے دیکھا اور قدیم زمانہ سے لوگ اسی پر عمل پیرا ہیں''۔ اس بات کو ''اوجز المسالک'' کے مصنف نے بیان کیا ہے اور اس پر یہ حاشیہ لکھا ہے کہ ''اس سے معلوم ہوا کہ چار اماموں میں سے کسی نے پہلے مشہور قول کے مطابق بیس تراویح سے کم کا قول نہیں کیا کیونکہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اس پر اجماع سکوتی رہا ہے اور یہی تمام علماء کا مذہب ہے۔

امام شعرانیؒ نے اپنی ''کشف الغمہ'' میں کہا کہ بیس تراویح اور تین وتر وہ عمل ہے جس پر امت متفق ہوگئی جو اس کے خلاف بات کرے گا وہ اجماع امت کو توڑنے والا ہے۔(۲)

بیس تراویح ابن جبرؒ سے بھی مروی ہے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اکثر اہل علم کا اس پر عمل بتایا ہے۔ یعنی اہل علم نے بیس رکعات تراویح پڑھی ہیں۔

(۱) المغنی والشرح الکبیر ج۱ص ۷۹۷

(۲) کشف الغمہ ج۱ص ۱۴۷۔

حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور باقی صحابہؓ کرام سے بھی یہی مروی ہے یہی ابو حنیفہؒ، ابو یوسفؒ، زفر اور محمدؒ کا قول ہے۔ امام بدر الدینؒ نے فرمایا کہ تابعین میں سے اس کے قائل حضرت علی ؓ کے ساتھ شتیر بن مشکل اور ابن ابی ملیکۃ حارث ہمدانی، عطا بن ابی رباح ابوالبختری، سعید بن ابی الحسن بصری کے بھائی، الصمد بن ابی بکر و عمران العبدی رحمہم اللہ ہیں۔ علامہ ابن عبدالبرؒ نے کہا کہ جمہور علماء کا یہی قول ہے اور یہی قول کوفیوں کا ہے (احناف کا ہے) شافعی اور اکثر فقہاء کا ہے اور یہی مسلک صحیح ہے ابی ابن کعب ؓ اور صحابہؓ میں اس سلسلے میں کوئی اختلاف نہیں۔ (۱)

''المغنی'' میں فرمایا کہ رمضان المبارک میں تراویح ادا کرنا یہ سب سے پہلے حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے پھر مصنف نے رمضان المبارک میں قیام تراویح کی روایتوں کا ذکر کیا پھر فرمایا کہ (مصنف) ابو عبداللہؒ کے نزدیک مذہب مختار یہ ہے کہ بیس رکعات تراویح ادا کی جائیں اور یہی قول امام ثوریؒ، امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ اور مشہور تر قول کے مطابق امام مالکؒ کا ہے۔ امام مالک بن انسؒ کی ایک روایت ہے کہ اہل مدینہ چھتیس (36) رکعات ادا کرتے تھے اس کی علت (وجہ) یہ ہے کہ اس میں حضور ﷺ کی تعظیم و تکریم ہے اور اس میں اہل مکہ کی موافقت بھی ہے کیونکہ اہل مکہ ہر دو ترویحوں کے بعد طواف کرتے تھے (۲)۔ جب حافظ عراقی مسجد کی امامت پر مقرر ہوئے تو انہوں نے اہل مدینہ کی پرانی سنت کو دوبارہ زندہ کیا کیونکہ اکثریت کا اس پر عمل تھا تو آپ پہلی رات کے پہلے حصے میں بیس رکعات عادت کے مطابق ادا کرتے تھے پھر رات کے دوسرے حصے میں سولہ (16) رکعات ادا کرتے تھے ایک قرآن بیس رکعات والی نماز میں ختم ہوتا یعنی پورے رمضان میں دو قرآن ختم کر کے ایک بیس والی نماز میں اور ایک سولہ والی نماز میں اور اہل مدینہ میں یہ عمل ان کے بعد بھی اور آج تک بھی ہے۔ اسود بن زید چالیس (40) رکعات تراویح اور سات (7) وتر پڑھتے تھے اس کو ابن شہبہؒ نے روایت کیا ہے۔

---

(۱) عمدۃ القاری

(۲) ترح التثریب ج ۳ ص ۹۸

امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ

حافظ امام عبدالبرؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک تئیس (بیس تراویح اور تین وتر) کی روایت معتبر ہے۔ اور امام مالکؒ کی روایت جس میں گیارہ رکعات (آٹھ تراویح اور تین وتر) مذکور ہیں وہم ہے۔ امام مالکؒ کے سوا دوسرے محدثین نے اکیس رکعتیں بتائی ہیں اور مالک کے سوا کسی ایسے محدث کو نہیں جانتا جس نے گیارہ رکعات کی حدیث کا ذکر کیا ہو۔ (۱)

امام محمد غزالیؒ

امام غزالیؒ لکھتے ہیں:

تراویح (۲۰) رکعات ہے اور اس کے پڑھنے کا طریقہ مشہور و معروف ہے تراویح سنت موکدہ ہے۔

قطب ربانی محبوب سبحانی سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

''نماز تراویح جو حضور سرورِ کونین ﷺ کی سنت ہے۔ بیس رکعت ہے۔''(۲)

امام ابن قدامہ حنبلیؒ

امام ابن قدامہ حنبلیؒ لکھتے ہیں:

امام احمدؒ کے نزدیک بیس رکعات مختار ہیں۔ سفیان ثوریؒ، امام ابو حنفیہؒ اور امام شافعیؒ نے بھی یہی فرمایا ہے۔ اور امام مالکؒ چھتیس (36) رکعت کے قائل ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ ایک امر قدیم ہے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ جب حضرت عمر ؓ نے لوگوں کو

---

(۱) المصابیح مترجم مطبوعہ ثنائی برقی پریس امرتسر ص ۱۵

(۲) غنیۃ الطالبین، ۲۶۴، ۵۶۷

حضرت ابی بن کعبؓ کی اقتداء پر جمع کیا تو وہ بیس رکعت ہی پڑھایا کرتے تھے۔

علامہ سبکیؒ

علامہ سبکیؒ ''منہاج'' میں لکھتے ہیں کہ اس بات کا یقین کرلو کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ منقول نہیں کہ آپ ﷺ نے ان راتوں میں کتنی کتنی رکعت پڑھائیں اور ہمارا مذہب 20 رکعات پڑھنے کا ہے۔ (۱)

امام نوویؒ

امام محی الدین نوویؒ فرماتے ہیں یاد رکھو کہ نماز تراویح سنت ہے تمام مسلمان اس مسئلہ پر باہم متفق ہیں اور یہ بیس رکعات ہے۔

شیخ ابن تیمیہؒ

شیخ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچا ہے کہ حضرت ابی ابن کعبؓ رمضان میں تراویح کی بیس رکعات اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے۔ اسی بنا پر اکثر علماء بیس (20) رکعات کو ہی سنت قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ ابی حضرات مہاجرین و انصار کی جماعت میں بیس رکعت کا قیام فرماتے تھے اور ان حضرات میں سے کسی نے بھی کبھی انکار نہ کیا۔ (۲)

علامہ عینیؒ

علامہ بدر الدین عینیؒ شارح بخاری بھی بیس رکعت کے قائل تھے۔ چنانچہ انہوں نے شرح بخاری میں اس کے بڑے بڑے دلائل قلمبند کئے اسی سلسلے میں وہ لکھتے ہیں (عینی شرح بخاری) حافظ ابن عبدالبرؒ نے فرمایا ہے کہ جمہور علماء کا قول بیس رکعات کا

---

(۱) المصابیح مترجم، مطبوعہ امرتسر: ۱۴

(۲) فتاوی، ابن تیمیہ ۱: ۱۸۶

ہے۔ اور مجتہدین کوفہ امام ابو حنیفہؒ اور ان کے شاگرد اور سفیان ثوریؒ اور شافعیؒ اور اکثر فقہاء کا یہی مسلک ہے اور حضرت ابی بن کعبؓ سے بھی صحیح طور پر یہی ثابت ہوا ہے۔ اور کوئی صحابی اس مسلک کے خلاف نہیں گیا۔

علامہ شیخ ابن حجر عسقلانیؒ

شیخ الاسلام علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: اور شاید صحابہ کرامؓ نے کسی وقت قیام کی طوالت کو مختصر کرکے اور رکعتیں بڑھا کر بیس کردیں اور پھر بیس (20) پر ہی عمل مستحکم واستوار ہوگیا۔ (۱)

امام عبدالوہاب شعرانیؒ

امام عبدالوہاب شعرانیؒ لکھتے ہیں:

''اور اسی قبیل سے امام ابو حنیفہؒ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے اقوال ہیں کہ نماز تراویح ماہِ رمضان مبارک میں بیس رکعت ہے اور اس کا باجماعت ادا کرنا افضل ہے۔ (۲)

علامہ شامیؒ

علامہ ابن عابدین شامی الدرالمختار کی شرح میں لکھتے ہیں کہ

''تراویح بالاجماع سنت مؤکدہ ہے۔ کیونکہ اس پر خلفائے راشدینؓ نے مواظبت (ہمیشگی) فرمائی اس کا وقت نماز عشاء کے بعد ہے اور اس کی رکعات بیس (20) ہیں یہی جمہور علماء کا قول ہے اور اسی پر شرق وغرب کے مسلمانوں کا عمل ہے۔ (۳)

---

(۱) المصابیح: ۱۶ (۲) میزان شعرانیؒ: ۱۵۳

(۳) درالمختار، ۱: ۵۱۱

تراویح کے فوائد اور بیس رکعات کی حکمت

۱۔ گناہوں کی معافی۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

من قام رمضان ایماناً و احتساباً غفرله ما تقدم من ذنبه و ما تأخر(۱)

''جس نے رمضان میں ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے قیام کیا (یعنی تراویح ادا کی) اس کے پچھلے اور اگلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔''

۲۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ایک مقام پر ملتا ہے۔ جس میں مقاصد شریعت پورے ہوتے ہیں (یعنی مسلمانوں کا میل ملاپ اور نیکیوں میں سبقت کا جذبہ ایک دوسرے کے دکھ میں شریک ہونا اور باخبر ہونا)۔

۳۔ اس سے رات کے پہلے پہر اور پچھلے پہر اٹھنے کی فضیلت حاصل ہوتی ہے۔

۴۔ مسلمان کو بیس رکعات پڑھنے سے حدیث میں مذکور قیام کا ثواب اور فوائد حاصل ہوتے ہیں لیکن جس آدمی نے بیس رکعات سے کم کیا اس کا کامل ثواب کم ہو جاتا ہے۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ شارع حکیم نے مسلمانوں کیلئے گیارہ رکعتیں سارے سال کیلئے مقرر کیں لہٰذا مسلمانوں کا حصہ رمضان میں دوگنا ہونا چاہئے۔ پورے سال میں ضروری نماز بیس رکعات ہے یعنی صبح کے دو فرض ظہر کے چار، عصر کے چار، مغرب کے تین، عشاء کے چار فرض اور تین وتر (2+4+4+3+4+3) باقی مہینوں میں ایک فرض ادا کیا جاتا ہے تو وہی رمضان میں ادا ہوا فرض گیارہ مہینوں کے ستر فرائض کے برابر ہوتا ہے۔ رمضان کی نفلی عبادت اجر وثواب میں گیارہ مہینوں کے فرائض کے برابر ہے لہٰذا رمضان میں بیس تراویح سنت ادا کرنے سے گیارہ مہینوں کے بیس فرضوں کے برابر ثواب ملتا ہے۔

---

(۱) وزیادۃ ''وما تأخر'' فی روایۃ عند احمد

باب دوم

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں نمازِ تراویح

(الف) صورت حال:

ابو ذرؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ کے ساتھ رات گزاروں اور آپ کی نماز کی طرح نماز ادا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ایسا نہیں کر سکتے۔ سو رسول اللہ ﷺ غسل کیلئے اٹھے، کپڑے سے ستر کیا، میں نے دوسری طرف رخ کر لیا آپ ﷺ نے غسل کیا پھر میں نے ایسا کیا پھر آپ ﷺ نماز کیلئے کھڑے ہوئے میں بھی ان کے ہمراہ کھڑا ہوا یہاں تک کہ آپ ﷺ کی لمبی نماز کی وجہ سے میرا سر دیوار سے ٹکراتا تھا پھر آپ ﷺ کی خدمت میں نماز کی اطلاع دینے کیلئے بلالؓ آئے سرکار نے (حضرت بلالؓ سے) فرمایا کہ تم نے بھی یہ سب کچھ کیا عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا بلال تو اذان دیتا ہے جب صبح کی روشنی آسمان سے سیدھی اوپر آتی ہے حالانکہ یہ صبح نہیں صبح تو وہ ہے جب روشنی پھیل جائے پھر آپ ﷺ نے سحری کا کھانا منگوایا ور سحری کی۔ اس کو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے اور اس میں رشدین بن سعد ثقہ ہیں۔ (۱)

حضرت ابو ذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ روزے رکھے پورے مہینے آپ ﷺ نے ہمیں قیام نہیں کروایا۔ یہاں تک کہ سات دن باقی رہ گئے پھر آپ ﷺ نے قیام کروایا یہاں تک کہ ایک تہائی رات گزر گئی جب چھ دن باقی تھے (یعنی ایک دن کے بعد) تو آپ ﷺ نے ہمیں قیام نہیں کروایا جب پانچ دن باقی رہ گئے پھر آپ ﷺ نے ہمیں قیام کروایا۔ یہاں تک کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا یا نصف رات گزر گئی۔ میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ ﷺ ہمارے لیے اس رات کا قیام اضافی طور پر مقرر کر دیں؟ فرمایا جب کوئی آدمی امام کے ساتھ نماز (عشاء) پڑھ کر واپس ہوتا ہے تو اسے ساری رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے چوتھا دن جب آیا تو آپ ﷺ نے ہمیں قیام نہ کروایا یہاں تک کہ ایک تہائی رات باقی رہ گئی۔ جب نواں دن آیا (یعنی آخر عشرہ کا) تو آپ ﷺ نے سارے گھر کے اہل و عیال اور باقی

(۱) مجمع الزوائد ۲/۷۲

لوگوں کو جمع کیا اور پھر ہمیں قیام کروایا یہاں تک کہ ہم (طول قیام کی وجہ سے) ڈرے کہ صبح کی نماز فوت ہو جائے گی پھر حضور ﷺ نے ہمیں قیام نہیں کروایا۔ اس کو ابو داؤد، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ (۱)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ حضور ﷺ ماہ رمضان میں نماز پڑھاتے تھے تو لوگ آئے تو آپ ﷺ نے نماز پڑھائی اور ہلکی پھلکی نماز ادا کرواتے تھے پھر گھر تشریف لے جاتے اور وہاں نماز ادا کرتے تو میں نے کہا کہ آپ نماز پڑھتے پھر تشریف لے جاتے؟ فرمایا کہ میں نے یہ سب کچھ تمہاری خاطر کیا ہے۔ طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اس کے رجال صحیح ہیں یعنی اس کو روایت کرنے والے لوگ صحیح احادیث روایت کرنے والے ہیں۔ (۲)

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ طول قیام کیا کرتے تھے۔ اس کی زیادہ کامل وضاحت حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت سے ہوتی ہے ''حضور ﷺ چار رکعت پڑھتے اور مت پوچھ کہ کتنی خوبصورت اور لمبی پھر چار رکعت پڑھتے مت پوچھ کہ کتنی خوبصورت اور لمبی پھر تین پڑھتے تھے۔''

حذیفہ بن الیمانؓ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے ایک رات آپ ﷺ کے ہمراہ نماز ادا کی آپ ﷺ نے سورۃ بقرہ پڑھی میں نے (دل میں) کہا کہ سو آیات پڑھ کر رکوع کریں گے پھر آپ ﷺ جاری رہے پھر میں نے (دل میں) کہا کہ پوری سورت ایک رکعت میں پڑھیں گے پھر آپ ﷺ قرأت کرتے رہے پھر میں نے (دل میں) کہا کہ بقرہ پڑھ کر رکوع کریں گے پھر آپ ﷺ نے آل عمران شروع کر دی وہ بھی پڑھ دی پھر نساء پڑھ لی اور بڑے ٹھہر ٹھہر کر تلاوت فرماتے کسی آیت میں تسبیح آتی تو آپ ﷺ ''سبحان اللہ'' فرماتے کسی آیت میں سوال آتا تو وہ بھی مانگتے کسی آیت میں تعوذ آتا تو آپ ﷺ ''اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم'' پڑھتے پھر آپ ﷺ نے رکوع کیا پھر آپ ﷺ

(۱) اوجز المسالک ج۲ ص۱

(۲) اوجز المسالک ج۲ ص۱۰۶

نے ''سبحان ربی العظیم'' پڑھنا شروع کیا تو آپ ﷺ کا رکوع بھی اتنا ہی لمبا تھا جتنا کہ قیام پھر آپ ﷺ نے ''سمع اللہ لمن حمدہ'' پڑھا پھر دیر تک کھڑے رہے کہ رکوع کے برابر پھر سجدہ کیا اور ''سبحان ربی الاعلی'' کہا تو آپ ﷺ کا سجدہ بھی قیام کے قریب تھا۔ حدیث جریر میں ان الفاظ کے ساتھ اضافہ ہوا ہے ''ربنا لك الحمد''(۱)

یاد رکھو! جو شخص یہ دعوی کرتا ہے کہ تراویح آٹھ ہیں یا گیارہ ہیں اسے تراویح اس طرح ادا کرنی چاہیے جس طرح حضور ﷺ نے کی کیونکہ جو آدمی شریعت کے کسی حکم کو لے تو یہ مناسب نہیں کہ اس کا ایک کنارہ لے اور دوسرا چھوڑ دے۔ یہ تو آرام طلب آدمی کا عمل ہے جو رخصتوں کو لیتا ہے اور حقائق کو جھٹلاتا ہے کیونکہ یہ صحیح عمل نہیں کرتا۔

نماز تراویح کی رکعات کی تعداد

پہلی حدیث

امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے (تہجد) کے باب میں حضرت عروۃ بن الزبیر علی عائشہؓ سے روایت کیا ہے ''کہ آپ ﷺ نے مسجد میں نماز پڑھائی اور آپ ﷺ کے ہمراہ دوسرے لوگوں نے بھی نماز ادا کی اور پھر آپ ﷺ نے دوسری رات نماز ادا کی تو لوگ آپ ﷺ کے ساتھ کثیر تعداد میں شامل ہو گئے۔ پھر تیسری رات لوگ جمع ہوئے رسول اللہ ﷺ باہر تشریف نہ لائے صبح فرمایا ''میں نے تمہارے عمل کو دیکھا تو تمہارے پاس باہر آنے سے صرف یہ چیز خوف رکاوٹ بنی کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے۔ یہ واقعہ رمضان میں ہوا۔ (۲)

اس حدیث سے کیا معلوم ہوا

۱۔ اس حدیث نے رکعات کی تعداد نہیں بتائی جو آپ ﷺ نے ادا فرمائی۔

(۱) رواہ مسلم ج ۱ ص ۵۱۷

(۲) نصب الرایہ ج ۲ ص ۱۵۲

۲۔ ظاہری حدیث بتائی ہے کہ رکعات کی تعداد دونوں راتوں کے برابر تھی۔

۳۔ نفل نماز جماعت کے ساتھ جائز ہے اور اس میں مذہب مختار یہ ہے کہ اکیلے پڑھنی چاہیے سوائے خاص نفلوں کے مثلاً عید، کسوف، استسقاء اور تراویح یہ جمہور کے نزدیک با جماعت پڑھنا جائز ہے۔

۴۔ مسجد میں نفل جائز ہیں۔

۵۔ اس آدمی کا مقتدی بننا بھی صحیح ہے جس نے اس کی امامت کی نیت نہیں کی۔

۶۔ خرابی ''بوجھ'' کو ٹالنا بھلائی حاصل کرنے سے بہتر ہے۔ دو مصلحتوں کا شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے اعتبار کیا۔

۱) یہ نماز مسجد میں قائم کرنا بہتر ہے اور آپ ﷺ نے اسے کیا

۲) جب ان (مسلمانوں) پر فرضیت کا خوف آنے لگا تو آپ ﷺ نے بڑی خرابی کی وجہ سے اس کو ترک کر دیا مثلاً اس کا عاجز آ جانا اور فرض کا ترک کر دینا۔

۷۔ حدیث اس بات کی بھی دلیل ہے کہ لیڈر اور قوم کا رہنما اپنے پیروکاروں کی توقع کے خلاف کسی عذر کی وجہ سے کوئی کام کرے تو ان کے سامنے اس کا ذکر کر دے تاکہ ان کے دل خوش ہو جائیں اور معاملہ سدھر جائے کہ کہیں وہ اس کے خلاف نہ سوچنے لگ جائیں اور بسا اوقات اس سے بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں۔

۸۔ یہ بھی امکان ہے کہ قیام اللیل کی فرضیت سے ڈرنے کا مطلب یہ ہے کہ کہیں نماز تہجد کو مسجد میں با جماعت فرض نہ کر دیا جائے۔

۹۔ اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ جو کوئی اپنے اوپر کوئی چیز لازم کر لے وہ لازم ہو جاتی ہے۔

دوسری حدیث

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰنؒ سے روایت ہے انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور ﷺ کی رمضان میں نماز کیسی ہوتی تھی تو انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے

رمضان ہو یا غیر رمضان گیارہ رکعات سے زائد نہیں پڑھتے تھے۔ چار پڑھتے تو مت پوچھ کہ کتنی لمبی اور خوبصورت تھیں پھر چار پڑھتے مت پوچھ کہ کتنی خوبصورت اور لمبی ہوتی تھیں پھر تین (وتر) پڑھتے۔

اس حدیث سے کیا معلوم ہوا

۱۔ آپ ﷺ اپنی اس نماز میں رمضان ہو یا غیر رمضان زیادتی نہیں کرتے تھے اور نہ ہی کمی بلکہ تسلسل تھا یعنی باقاعدگی تھی۔

۲۔ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ وتر رات کے اول حصے میں ادا کرنا جائز ہے تہجد کے ساتھ ملانا ضروری نہیں۔

۳۔ اس حکم شرعی کو ظاہر کیا گیا ہے کہ تہجد سے پہلے وہ وتر پڑھنے بھی جائز ہیں جو آخری رات میں پڑھے جاتے ہیں۔

۴۔ اس حدیث میں نماز وتر کی حیثیت بھی معلوم ہوگئی کہ وہ تین ہیں کیونکہ نمازِ تراویح دو دو رکعت زائد نہیں پڑھی جاتی۔ اگر یہ تراویح ہوتی تو تین رکعتیں کیوں پڑھی گئی تھیں۔

تشریح حدیث

امام قرطبیؒ نے کہا کہ بہت سے اہل علم کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایات نے اشکال میں ڈال دیا ہے۔ یہاں تک کہ بعض نے آپ کی روایت (حدیث) کو مضطرب قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ اعتراض اس وقت صحیح ہوتا جب راوی ایک ہوتا یا آپ نے ایک وقت کی خبر دی ہوتی اور صحیح تر یہ ہے کہ جو کچھ آپ نے ذکر کیا ہے وہ متعدد اوقات کی بات ہے اور مختلف احوال کی بات ہے کہ جس طرح خوشی ہو اور بیان جواز ہے واللہ اعلم۔

قاضی عیاضؒ نے کہا کہ ممکن ہے کہ حضرت عائشہؓ کی روایات گیارہ رکعات کے بارے میں عام طور پر وتروں کے سمیت اور باقی آپ کی روایات میں آپ ﷺ کا وہ

عمل مذکور ہو جو آپ ﷺ نے بعض اوقات اپنایا ہو وقت کی کمی و بیشی کی وجہ سے اور قرأت لمبی کرنے کی وجہ سے یا کسی عذر یا کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے یا بڑھاپے کی وجہ سے یا یہ کہ کبھی پہلی ہلکی پھلکی دو رکعات کو اول قیام کے اندر شامل کر لیا اور کبھی شامل نہ کیا۔ ابن عبد البرؒ نے کہا کہ اہل علم یہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ سے مضطرب روایات منقول ہیں۔ حج، رضاعت، حضور نبی اکرم ﷺ کی نماز شب اور مسافر کی نماز کی قصر کے بارے میں اور یہ روایات صرف آپ (صدیقہ) رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہیں کیونکہ ان احادیث کے راوی حفاظ ہیں تو گویا آپ نے یہ خبریں متعدد اوقات میں پہنچائیں۔(۱)

امام ابن حجر کہتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ سے وتر کے بارے میں جو روایت ہیں ان میں یوں تطبیق کی جاسکتی ہے (جمع کیا جاسکتا ہے) کہ حضور نبی اکرم ﷺ وتر پڑھ لیتے تھے چار کے ساتھ تین، چھ کے ساتھ تین، آٹھ کے ساتھ تین اور دس کے ساتھ تین لہٰذا سات سے کم رکعاتوں میں وتر نہیں پڑھتے تھے۔ (یعنی کم از کم تہجد کے نفل چار ہوتے تھے اور تین ساتھ وتر ہوتے تھے) اور نہ ہی تیرہ سے زیادہ (دس نفل تین وتر) آپ ﷺ کا یہ عمل مختلف اوقات میں رہا کیونکہ یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے اول رات درمیانی رات اور آخری رات کو بھی وتر پڑھے اور یہ سب کچھ بیان جواز کے لئے تھا (یعنی جائز ہونے پر دلالت کرتا تھا)۔ (۲)

خلاصہ

خلاصہ یہ نکلا کہ یہ حدیث وتر کے لئے خاص ہے (یعنی وتروں کے ساتھ خاص ہے) اور اس سے نماز تراویح کی دلیل نہیں پکڑی جاسکتی جیسا کہ وتر کے باب میں اس کو واضح کیا جاچکا ہے اور یہ بات بھی کہ آپ ﷺ وتروں سے پہلے سو جاتے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) فتح الباری، ۳: ۱۷، تلخیص الحبیر: ۱۱۶

(۲) فتح الباری، ۲: ۴۸۷

فقال یا عائشه ان عینی تنامان و لا ینام قلبی (۱)

''فرمایا: اے عائشہ میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔''

واضح کر رہی ہے کہ یہ وہ نماز تھی جو رات کے پہلے پہر ادا کی جاتی تھی اور یہ سوال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اسی بارے میں تھا کیونکہ ان کو یہ معلوم تھا کہ اصل یہی تھا کہ نماز عشاء پہلے ادا کی جاتی تھی جیسے کہ صحیح بخاری میں آیا ہے (**اجعلوا آخر صلاتکم باللیل وترا**) "رات میں اپنی آخری نماز کے طور پر وتر ادا کرو" اور جیسا کہ مسلم میں حدیث جابرؓ میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''جس شخص کو رات کے پچھلے پہر نہ اٹھنے کا خوف ہو اسے رات کے پہلے حصے میں وتر ادا کرنے چاہیں اور جسے رات کے پچھلے پہر اٹھنے کی امید ہے تو اسے چاہئے کہ وہ وتر آخری رات میں پڑھے کیونکہ پچھلے پہر کی نماز مشہودہ ہے (یعنی اس میں فرشتے اور ذہن بھی حاضر ہوتا ہے) اور یہ افضل ہے اور آپ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا ''کہ میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا'' اس میں اصل میں حضور نبی اکرم ﷺ کا افراد امت کے حال سے مختلف حال بیان کیا گیا ہے بلکہ آپ ﷺ تمام امت کے احوال کے جامع ہیں کیونکہ ہر کمال کے آپ ﷺ آئینہ ہیں اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اور ابن ابی شیبہؒ کی بیس رکعت والی حدیث میں کوئی اختلاف نہیں۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی کل نماز تراویح وتروں کے بغیر بیس (۲۰) تھی اور وتروں کے ساتھ تیئس (۲۳) تھی اور اس کی تائید حضرت عمر فاروق ؓ کے قول اور فعل سے ہوتی ہے اور صحابہ کرام ؓ کے اجماع سے بھی ہوتی ہے۔

حدیث ثالث

جابر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے رمضان کے مہینے میں ہمیں

() بخاری، الصحیح، ۲: ۴۶، و رواہ مسلم فی صحیحہ

آٹھ رکعت اور وتر پڑھائے اگلی رات ہم مسجد میں پھر جمع ہوئے اور امید تھی کہ آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائیں گے اور اسی حال میں ہم صبح تک انتظار میں رہے پھر ہم حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ہم مسجد میں جمع تھے اور امید تھی کہ آپ ﷺ ہمیں نماز پڑھائیں گے۔ فرمایا: ''مجھے ڈر تھا یا میں نے پسند نہیں گیا کہ وتر تم پر فرض ہو جائیں''(۱)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ابی ابن کعبؓ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! رمضان کی اس رات میں کچھ ہوا، فرمایا کیا؟ تو عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری حویلی کی عورتوں نے کہا کہ کیا ہم آپ کے ساتھ نماز اور قرآن پڑھنے میں شامل نہ ہوں؟ تو میں نے ان کو آٹھ رکعات پڑھائیں پھر وتر پڑھائے۔ کہا آپ ﷺ نے رضامندی کا اظہار کیا۔

حدیث سے کیا معلوم ہوا؟

۱۔ آپ ﷺ نے آٹھ رکعات اور وتر پڑھنے کو سراہا۔

۲۔ حدیث میں نماز وتر پر واضح دلیل ہے لیکن قیام رمضان میں رسول ﷺ نے کتنی نماز پڑھی تھی اس پر کوئی قطعی دلیل نہیں۔

۳۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے امت پر شفقت کی کہ امت کو طاقت سے زیادہ تکلیف نہ ہو۔

چوتھی حدیث

ابن ابی شیبہؒ اور طبرانیؒ اور بیہقیؒ (۱) نے حضرت عباس ؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ رمضان میں وتر کے علاوہ بیس رکعات پڑھاتے تھے اور وتر تین پڑھتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وتر کے ساتھ (۲۳) تیئس اور وتروں کے علاوہ

(۱) صحیح ابن حبان، ۵: ۶۲

بیس رکعات پڑھتے تھے۔(۱)

شرح حدیث

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تراویح کی ابتداء حضور نبی اکرم ﷺ نے کی اور صحابہ کرامؓ حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانہ مبارک میں جماعت کے ساتھ یہ نماز ادا کرتے تھے ثعلبہ بن ابی مالکؒ سے روایت ہے کہ رمضان کی ایک رات آپ ﷺ باہر تشریف لائے آپ ﷺ نے لوگوں کو مسجد کے ایک کونے میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا فرمایا: ''یہ لوگ کیا کرتے ہیں؟'' ایک صاحب نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ وہ لوگ ہیں جن کو قرآن پڑھنا نہیں آتا۔ حضرت ابی ابن کعبؓ قرأت کرتے ہیں اور یہ بھی ان کے ہمراہ نماز ادا کر رہے ہیں فرمایا: ''بہت اچھا، صحیح کیا'' اس کو بیہقی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند بہت معتبر ہے۔

یہ تمام روایت ابو داؤد کی حدیث کی تائید کرتی ہیں پس مشائخ کا ان کو کمزور (ضعیف) قرار دینا عجیب ہے اس کے اور بھی شواہد ہیں جو صحیح ثابت کرتے ہیں کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ مبارک میں نماز تراویح میں امامت کرائی پھر یہ عمل اسی طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ابتدائے دور خلافت تک رہا (اس سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے) الباجی نے کہا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ معاملہ یوں چلنے دیا یعنی انہوں نے تراویح کے معاملے میں کوئی رد و بدل نہیں کیا اگرچہ ان کو معلوم تھا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے رخصت یعنی وفات پا جانے کے بعد احکام شرع فرض نہیں ہو سکتے لیکن عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رد و بدل کیا اس کی دو وجوہات ہیں ایک تو یہ کہ آپ رضی اللہ عنہ مرتدین اور دوسرے بڑے بڑے امور کے ساتھ مصروف رہے اور مسلمانوں کے تمام معاملات میں غور کرنے کی مہلت نہیں ملی کیونکہ آپ کا وقت (دورِ خلافت) بہت مختصر تھا۔

(۱) المصنف ج ۶ ص ۳۹۴ / معجم الطبرانی ج ۱۱ ص ۳۹۳ / سنن البیہقی ج ۲ ص ۴۹۶

دوسری وجہ یہ تھی کہ ان کا خیال تھا کہ لوگوں کا آخری رات میں قیام کرنا پہلی رات ایک امام کے پیچھے قیام کرنے سے افضل ہے مفتی عبد القیوم خاں ہزاروی مدظلہ کے نزدیک پہلی بات واضح ہے اور میرے نزدیک بھی پہلی بات زیادہ قوی اور پائیدار ہے۔

باب سوم

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں نمازِ تراویح

تراویح کی نماز یوں ہی ادا ہوتی تھی جس طرح حضور نبی اکرم ﷺ کے دور میں ہوتی تھی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوتی تھی اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ابتدائے دور میں یہاں تک کہ سن ۱۴ ہجری آ گئی اور یہ خلافت فاروقی کا دوسرا سال تھا اور نماز تراویح کی حالت میں تبدیلی آئی اس لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ ان تمام لوگوں کو ایک امام کے پیچھے جمع کیا جانا چاہئے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ حضور نبی اکرم ﷺ یہی چاہتے تھے اگر آپ ﷺ کے دائمی عمل کرنے سے فرض ہونے کا خوف نہ ہوتا۔ اب وہ علت ختم ہوچکی تھی کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی شارع نہیں ہوسکتا تو آپ نے اس چیز کو دوبارہ جاری کر دیا جس کا ارادہ آپ ﷺ نے کیا اور جس کو دائمی طور پر ادا کرنے سے ڈر گئے تھے کہ امت پر فرض نہ ہو جائے کیونکہ آپ ﷺ امت پر شفقت فرماتے تھے۔

ابن رجب حنبلی نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے کی دو قسمیں ہیں۔(۱)

پہلی قسم

یہ وہ قسم ہے جس میں ان کو آقا علیہ السلام کے کسی فیصلے کا کوئی پتہ نہ تھا اس کی پھر دو قسمیں ہیں۔

۱۔ ایک تو وہ جس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے ان سے مشورہ لیا اور سب نے ان سے اتفاق کیا تھا تو کوئی شک نہیں کہ یہ حق ہے جیسے مسئلہ عمرتین اور احرام کے دوران جماع کرنے کے بارے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فیصلہ کہ ایسے آدمی پر قضاء بھی ہے اور ھدی یعنی جانور ذبح کرنا بھی پڑے گا۔

۲۔ وہ امور جن میں صحابہ رضی اللہ عنہم کرام نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اتفاق نہ کیا اور ان کے امور میں اختلاف کرتے رہے تو اس میں اختلاف کی گنجائش ہے جیسے اگر کوئی آدمی مر جائے تو اس کے بھائیوں کو اس کے دادا کی موجودگی میں حصہ ملے گا یا نہیں۔

(۱) معارف سنن ج ۴ / ۱۰۳

دوسری قسم

دوسری قسم وہ ہے کہ جس میں حضور نبی اکرم ﷺ کا کوئی فیصلہ ہو اور حضرت عمر فاروق ؓ کا فیصلہ اس کے خلاف ہو اس کی چار صورتیں ہیں۔

۱۔ جس میں حضرت عمر ؓ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے فیصلے کی طرف رجوع کر لیا ہو تو اب اس کا کوئی اعتبار نہیں رہا۔

۲۔ وہ مسئلہ جس میں آقا ؑ سے دو حکم مروی ہوں ایک حضرت عمر فاروق ؓ کے فیصلہ کے موافق اور دوسرا ان کے فیصلے کے مخالف ہو تو جو حضرت عمر فاروق ؓ کے فیصلے کے موافق ہوگا وہ ناسخ ہوگا اور دوسرا منسوخ مثلاً یہ کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا پہلے عمل یہ تھا کہ آپ ﷺ بیس رکعات سے کم پڑھتے تھے پھر آپ نے بیس (۲۰) پڑھیں پھر حضرت عمر ؓ آئے اور انہوں نے بھی بیس پڑھیں یہ جانتے ہوئے کہ بیس کا عمل پہلے کم رکعاتوں کا ناسخ ہے۔ واللہ اعلم۔

۳۔ جو صحیح ثابت ہوا کہ عبادت کے اندر چند انواع کی رخصت ہے۔ اب حضرت عمر فاروق ؓ اس صورت کو اپناتے ہیں جس کا کرنا لوگوں کے لئے زیادہ صحیح اور افضل ہے اور ان پر وہ لازم کر دیتے ہیں اس صورت میں عمل حضرت عمر فاروق ؓ کے فیصلے پر ہوگا کوئی اس میں مانع نہیں ہوگا۔

۴۔ جس کام کا آپ ﷺ نے فیصلہ کیا ہو یا حکم دیا ہو تو اگر وہ علت پائی جائے جس کی وجہ سے وہ فیصلہ یا حکم دیا گیا ہو تو فیصلہ اور حکم ہوگا اگر وہ علت ختم ہو جائے تو وہ حکم اور فیصلہ بھی ختم ہو جاتا ہے جیسے مولفہ یا کسی ایسی مانع چیز کا پایا جانا جو اس کو منع کرتی ہے اس سے بھی حکم ختم ہو جائے گا یعنی کسی ایسی چیز کا آڑے آ جانا جو اس کے لئے مانع ہو۔

اللہ تعالیٰ حضرت عمر ؓ کی شان بلند کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل و زبان پر حق جاری کر دیا تھا۔ حضور نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں۔

''ہر امت کے اندر کچھ لوگ ہوتے ہیں جن کو الہام ہوتا ہے عمر بھی ان سے ہیں'' ابو نعیم نے عروۃ کندی کی روایت سے حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ ''میرے بعد بہت سارے مسائل پیدا ہونگے ان میں مجھے زیادہ پسندیدہ ہے کہ عمر بن خطاب ؓ کی پیدا کی ہوئی باتیں اپنا لو۔

امام احمد نے کہا ہے کہ خلفائے راشدین سے جو کچھ تمہیں پہنچے وہ سنت ہے اور جو دوسرے اصحابہ ؓ سے پہنچے وہ بھی سنت ہے لیکن اس سنت کو مرفوع نہیں کہیں گے۔

ابو یعلی اور حاکم نے ابو ہریرہ ؓ سے فرمایا یہ طبرانی نے بلال اور معاویہ سے اپنی کتابوں میں یہ صحیح روایت نقل کی ہے کہ جو چیز سنت سے ثابت ہے اور جس پر معاملہ قائم ہے اور جو صحابہ اور تابعین اور بعض والے بزرگوں سے مشہور ہے وہ بیس رکعات ہے عنقریب ہم اس پر مزید روشنی ڈالیں گے۔

ہم اس مسئلے کو مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت زیر بحث لاتے ہیں۔

۱۔ تراویح کی حالت

۲۔ رکعات کی تعداد

۳۔ اس کا طریقہ

۴۔ اس کے بارے میں علماء کے اقوال

۵۔ خلاصہ

۱۔ تراویح کی حالت

امام بیہقیؒ نے سنن میں حضرت عمر ابو عثمان نہدیؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے تین قاری بلائے ان سے قرأت سنی۔ جو ان سے زیادہ تیز تھے ان کو حکم دیا کہ لوگوں کے لئے تیس آیات پڑھے اور جو درمیانہ تھا اس کو (۲۵) پچیس پڑھنے کا حکم دیا آہستہ پڑھنے والے کو بیس آیات پڑھنے کا حکم دیا۔ عبد الرحمٰن بن

ہرمزالاعرج فرماتے ہیں کہ میں نے جب بھی لوگوں کو دیکھا وہ رمضان میں کافروں کو بدعائیں دیتے تھے اور کہتے ہیں کہ قاری آٹھ رکعاتوں میں سورۃ بقرہ کے ساتھ قیام کرتا تھا۔ جب یہی سورۃ بارہ رکعاتوں میں قاری پڑھتا تو لوگ سمجھتے کہ تراویح کے اندر سہولت پیدا کر دی گئی ہے۔ جیسے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں دو دو کر کے پانچ ترویحے پڑھے جاتے تھے اور آپ ﷺ بھی پڑھتے۔ ہر چار رکعات کے بعد ایک ترویحہ اور تراویح کے اندر قرآن ختم کرتے تھے۔(۱)

۲۔ تراویح کی تعداد

امام مالکؒ نے عبد الرحمٰن بن عبد القاریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت عمر بن خطاب ؓ کے ہمراہ مسجد میں گیا تو دیکھا کہ لوگ ادھر ادھر بکھرے پڑے ہیں کوئی اکیلا نماز پڑھ رہا ہے اور کوئی جماعت کے ساتھ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ بخدا میں نے سوچا ہے کہ ان سب کو ایک قاری کے پیچھے جمع کر دیا جائے تو بہتر رہے گا تو انہوں نے ابی بن کعب ؓ کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے جمع کر دیا۔ کہتے ہیں کہ میں ایک دن رات کے وقت آپ کے ہمراہ باہر نکلا تو لوگ اپنے قاری کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: "نعمة البدعة هذه" یہ بدعت کتنی اچھی ہے اور جس نماز سے تم سوئے رہتے ہو وہ اس نماز سے افضل ہے جو تم قائم کر رہے ہو مراد ان کی پچھلے رات کے پہر کی نماز (تہجد) تھی اور لوگ تراویح کا قیام رات کے پہلے پہر یعنی حصے میں کرتے تھے۔

حدیث

ابی ابن کعبؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے انہیں (مجھے) رمضان میں نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ فرمایا: لوگ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات کو صحیح طور پر قرآن نہیں پڑھ سکتے تو فرمایا اگر تم انہیں رات کو قرآن سنایا کرو بہتر رہے گا تو انہوں نے کہا: امیر المومنین یہ چیز پہلے نہ تھی۔ فرمایا مجھے پتہ ہے لیکن کام اچھا ہے تو انہوں (ابی ابن کعبؓ) نے

(۱) بیہقی، السنن الکبری، ۲: ۴۹۷

لوگوں کو بیس رکعات پڑھائیں۔ زید بن وہبؒ کہتے ہیں کہ عبد اللہ ابن مسعودؓ رمضان کے مہینے میں ہمیں نماز پڑھاتے تھے الاعمشؒ نے کہا کہ آپ بیس رکعات (تراویح) اور تین وتر پڑھاتے تھے محمد بن کعب قرظیؒ کہتے ہیں کہ لوگ حضرت عمرؓ کے دور حکومت میں بیس رکعات پڑھتے تھے۔

مندرجہ بالا احادیث کی شرح

ان احادیث کا درجہ صحیح کا درجہ ہے جیسا کہ امام نوویؒ نے "خلاصہ" میں کہا زین عراقیؒ نے "ترح التثریب شرح التقریب" اور امام سیوطیؒ نے "المصابیح" اور امام بیہقیؒ نے "المعرفہ" اور امام عبد الرزاقؒ نے اپنی "مصنفہ" میں بیان کیا ہے۔

اس حدیث سے کیا معلوم ہوتا ہے؟

۱۔ حضرت عمر فاروق ؓ کا شارع علیہ السلام اور شارع علیہ السلام کی سنتوں پر حرص کرنا۔

۲۔ حضرت عمر فاروق ؓ کا لوگوں کی نفسیات کو جاننا اور یہ کہ لوگوں کا رخ کدھر ہے یعنی خیالات کدھر ہیں اور دین میں ان کی سستی کس درجہ کی ہے۔

۳۔ نماز تراویح باجماعت رات کے پہلے پہر میں رات کے آخری پہر کی نسبت افضل ہے۔

۴۔ حضرت عمر فاروق ؓ شریعت کی روح کو کتنا سمجھتے تھے اور یہ بھی کہ نفلی نماز کے اہتمام سے فرض کے اہتمام کی ادائیگی میں فرق نہیں پڑتا۔

خلفاء راشدین کا عمل سنت ہے

۱۔ بدر الدین عینیؒ شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ افعال حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ کا اتباع کرنا

ثواب ہے۔ اور اس کے ترک میں عذاب ہے کیونکہ ہمیں ان دونوں حضرات کی اقتداء کا حکم دیا گیا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔ اقتدا کرو ان دو آدمیوں کی جو میرے بعد ہیں۔ یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پس ان کی اقتداء مامور بہ اور واجب ہے اور واجب کے ترک کرنے والا عقاب اور عتاب کا مستحق ہے۔

۲۔ اور کمال الدین بن ہمام تحریر الاصول میں لکھتے ہیں:

حنفیہ نے عزیمت کی تقسیم فرض کی جانب کی ہے جس کے لزوم کا ذکر ہو اور واجب کی جانب جس میں غلبہ ظن ہو اور نبی اکرم ﷺ اور خلفاء راشدین کی دینی سنت کی جانب۔

۳۔ مولانا عبدالعلیؒ بحر العلوم شرح تحریر میں لکھتے ہیں:

لائق ہے کہ عام مراد لی جاوے۔ خواہ دینی طریقہ ہو جس پر حضور نبی اکرم ﷺ کے دین میں عملدرآمد رہا ہو آپ ﷺ نے خود اس پر عمل فرمایا ہو یا نہیں بلکہ لوگ آپ ﷺ کے یا خلفاء کے حکم سے اس کے پابند رہے ہوں۔

۴۔ تبیین شرح حسامی میں ہے۔

اور عرف شرع میں سنت طریقہ دین کو کہتے ہیں خواہ نبی اکرم ﷺ کا یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہو یہاں تک کہا جاتا ہے کہ یہ رسول کی سنت ہے اور یہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت ہے۔

غرض کہ سنت کا اطلاق عام ہے۔ سنت رسول اللہ ﷺ پر اور سنت خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم پر۔ تو تراویح بیس سنت خلفاء راشدین ہے۔ اور بیس سنت سے کم سنت خلفاء نہیں۔

حدیث

حضرت عمرؓ بن خطاب نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعتیں تراویح

پڑھائیں۔(۱)

حدیث

یزیدؒ بن رومان کہتے ہیں کہ سب لوگ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تیئیس رکعات پڑھتے تھے۔(۲)

شبہ

مندرجہ بالہ حدیث کے بارے میں یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور مرسل حجت نہیں ہے۔ تاہم اس کو بیس تراویح کے ثبوت کے طور پر دلیل بنانا درست نہیں ہے۔ لہذا یہ کوئی مدلل اور قطعی دلیل تصور نہیں کی جاسکتی کہ جس کی بنا پر آٹھ تراویح کی بجائے بیس تراویح پڑھنے کو درست قرار دیا جائے۔

پہلا جواب

یہ حدیث امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مؤطا میں منقول ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی کتاب مؤطا کے بارے میں حجۃ البالغہ میں کچھ اس طرح رقم طراز ہیں:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کتاب اللہ کے بعد سب سے صحیح کتاب مؤطا امام مالکؒ ہے۔ اور محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس میں جتنی روائتیں ہیں سب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے موافقین کے رائے پر صحیح ہیں۔ اس لئے کہ وہ لوگ مرسل کو بھی صحیح مانتے ہیں۔ دوسروں کی رائے پر اس میں کوئی مرسل یا منقطع ایسی نہیں ہے کہ دوسرے طریقوں سے اس کی سند متصل نہ ہو اور امام کے زمانہ میں مؤطا کی حدیثوں کی تخریج کے لئے اور اس کے منقطع کو متصل ثابت کرنے کے لئے بہت سے مؤطا

(۱) رواہ ابوبکر بن ابی شیبہ فی مصنفہ اسنادہ مرسل قوی

(۲) رواہ مالک اسنادہ قوی، بیہقی ص ۴۹۶ ج ۲

تصنیف ہوئے جیسے ابن ابی ذئبؒ ، ابن ثوریؒ اور معمرؒ کی کتابیں وغیرہ۔

دوسرا جواب

مرسل کے قبول و عدم قبول میں ائمہ کا اختلاف ہے ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مرسل مطلقاً مقبول ہے۔ لہذا ان حضرات کے مسلک کی بنا پر تو اس اثر کا مرسل ہونا کچھ مضر نہیں ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگرچہ مرسل مقبول نہیں ہے۔ مگر وہ بھی تصریح فرماتے ہیں کہ جب کسی مرسل کی تائید کسی دوسری مسند یا مرسل سے ہوتی ہو اور وہ مسند یا مرسل دوسرے طریق کی اسناد سے مروی ہو تو مقبول ہے۔ چنانچہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ شرح نخبۃ الفکر صفحہ نمبر ۵ پر یوں فرماتے ہیں۔

''اور شیخ الاسلام زکریاؒ انصاری نے یہ تعمیم بھی کی ہے کہ مرسل کا موید گو ضعیف بھی مرسل ہو جائے گا۔ (حاشیہ شرح نخبہ)''

خطیب بغدادی کفایہ ص ۳۸۲ میں لکھتے ہیں۔

''جب یہ ذہن نشین ہو چکا تو سنیئے کہ یزید بن رومان کا یہ اثر اگرچہ مرسل ہے مگر اس کی تائید دوسرے کئی مرسلوں سے ہوتی ہے۔ لہٰذا بالاتفاق مقبول اور حجت ہے۔ علاوہ اس کے ہمارا اصل استدلال سائبؓ کی حدیث سے ہے۔ اور یزیدؒ بن رومان کا اثر تائید کے لیے پیش کیا گیا ہے''۔

حدیث

یزیدؒ بن خصیفہ کہتے ہیں کہ حضرت سائبؓ بن یزید فرماتے ہیں کہ سب لوگ رمضان کے مہینہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعات پڑھتے تھے (۱)

(۱) (رواہ البیہقی ص ۴۹۶ ج ۲)

شبہ

اس حدیث میں ایک راوی ابو عبداللہ بن فنجویہ دینوری ہیں اور ان کا حال معلوم نہیں کہ ثقہ ہیں یا نہیں۔

جواب

ابو عبداللہ فنجویہؒ کے بارہ میں ذہبیؒ نے مرنے والے مشاہیر ۴۱۴ھ میں یوں ذکر کیا ہے:

ابن فنجویہ کو محدث سے یاد کیا ہے اور ابن اثیر جزریؒ نے لکھا ہے۔

اس نسبت فنجوی کے ساتھ ساتھ حافظ ابو عبداللہ حسینؒ مشہور و معروف ہے۔ وہ ابو الفتح ازدی اور ابوبکر قطعی سے حدیثیں روایت کرتے ہیں اور ان سے ابو اسحاق ثعلبی نے اپنی تفسیر میں بکثرت روایت کی ہے اور وہ ان کا ذکر بہت کرتا ہے اور یوں کہتا ہے کہ ہم کو فنجویہؒ نے خبر دی۔

اور سمعانیؒ نے برہانؒ دینوری کے شاگردوں میں اس کا نام لیا ہے اور امام بیہقیؒ نے اپنی سنن میں ان سے بکثرت روایت کی ہے۔

جب ذہبیؒ ابن فنجویہؒ کو محدث لکھ رہے ہیں اور ابن اثیر جزریؒ اس کو مشہور و معروف اور حافظ لکھ رہے ہیں اور ابی الفتح اور ابی بکر بن مالک قطعی وغیرہما سے یہ روایت کر رہے ہیں اور اس سے روایت ابو اسحاق ثعلبیؒ کر رہے ہیں۔

ثواب ثقہ اور عادل ہونے میں کیا شک و شبہ رہا۔

مقدمہ ابن الصلاح اصول حدیث کی مشہور کتاب ہے اس میں لکھتے ہیں۔

راوی کی عدالت کبھی ثابت ہوتی ہے کہ دو عادل اس کی عدالت پر تصریح کر دیں اور کبھی ثابت ہوتی ہے ساتھ شہرت اور استفاضہ کے طور پر پس جس کی عدالت اہل علم کے درمیان مشہور اور اس پر تعریف ثقہ ہونے کی اور امین ہونے کی شائع ہو تو وہ مستغنی ہوتا ہے۔ ایسے بینہ سے جو اس کی عدالت پر صراحۃً شاہد ہو یہی صحیح ہے مذہب

شافعی میں اور اسی پر اعتماد ہے۔ فن اصولِ فقہ میں بلکہ حافظ ابو عمرو بن عبدالبرؒ نے تو اور توسیع کر کے یہاں تک کہہ دیا ہے۔

''ہر صاحب علم جس کا اشتغال علم کے ساتھ معروف ہو عادل ہو اور ہمیشہ عادل قرار دیا جائے گا۔ جب تک اس پر جرح ثابت نہ ہو۔''

اس روایت پر جرح محض تعصب ہے۔ لہٰذا یہ حدیث صحیح ہے اور اس سے یہ ثابت ہے کہ حضرت عمرؓ اور عثمانؓ کے عہد میں بیس رکعت تراویح پڑھی جاتی تھیں حتیٰ کہ عہدِ عثمان غنی میں جو طویل قیام کے باعث لاٹھیوں پر سہارا لگاتے تھے۔

اس حدیث کو بیہقیؒ نے معرفۃ میں بالاسناد الصحیح روایت کیا ہے۔ نوویؒ نے خلاصہ میں اور ابن العربیؒ نے شرح تقریب میں اور سیوطیؒ نے مصابیح میں کہا ہے کہ اس کی اسناد صحیح ہے۔

۳۔ طریقہ کار

تراویح کا معاملہ ایک امام کے پیچھے باجماعت بیس رکعات ادا کرنے پر پکا ہوگیا۔ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا ایک امام کے پیچھے نماز تراویح باجماعت ادا کرنا بہتر ہے یا رات کے پچھلے پہر الگ الگ پڑھنا بہتر ہے۔

لیث بن سعد، ابن مبارک، امام احمد، اسحٰق اور امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمہم اللہ کے متاخرین اصحاب اس بات کی طرف گئے ہیں کہ تراویح کا قیام امام کی اقتداء میں گھروں میں پڑھنے کی نسبت افضل ہے اور انہوں نے حضرت ابو ذرؓ کی مرفوع حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں یہ بات آئی ہے کہ ''ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ ﷺ اس کو ہمارے لئے بطور نفل رہنے دیں تو؟ فرمایا کہ لوگ جب امام کے ہمراہ نماز پڑھ کر واپس ہوں تو ان کے لئے ساری رات کا قیام لکھ دیا جاتا ہے'' اس کو ترمذی، ابن ماجہ، نسائی اور طحاوی نے بیان کیا ہے اور ایسی بات سیرینؒ اور طاؤسؒ سے بھی نقل کی گئی ہے۔

علامہ عینیؒ نے کہا کہ یہ مذہب ہمارے احناف کا ہے اور امام مالکؒ، شافعیؒ اور ربیعۃؒ اس بات کی طرف گئے ہیں کہ انسان کا گھر میں تراویح کی نماز کا ادا کرنا بہتر ہے اور اسی کی طرف امام طحاویؒ کا میلان ہے امام مالکؒ کے پیروکاروں نے کہا کہ اس میں جماعت مستحب ہے اور یہ کہ اس کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا اہل سنت کا شعار ہے اس لئے کہ غیروں نے اس کا انکار کیا ہے اور حنابلہ (امام احمد بن حنبلؒ کے ماننے والوں) نے ''نیل المارب اور الروض لمربع'' میں کہا کہ تراویح رمضان میں بیس رکعت کے ساتھ سنت مؤکدہ ہے آپ کے ذہن میں یہ اختیار نہیں ہونا چاہئے کہ مالکیہ نے تو گھر میں نماز ادا کرنے کو افضل قرار دیا ہے۔ مگر انہوں نے اس وجہ سے کہا ہے جب مسجدیں بے رونق نہ ہوں یعنی مسجدیں بے رونق ہونے کا ڈر نہ ہو جیسا کہ ''مختصر خلیل'' میں اس کی وضاحت کی گئی ہے جیسا کہ شافعیہ نے ''المنہاج'' وغیرہ میں اس کی تصریح کی ہے کہ جن شوافع نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول لیا ہے انہوں نے ان کی اس شرط اور قید کو بھی ملحوظ رکھا ہے۔ یعنی مسجدیں بے رونق نہ ہوں۔

۴۔ اقوال العلماء

علامہ ابن تیمیہ نے منہاج السنہ میں کہا کہ یہ بات ثابت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں لوگ رمضان کے اندر نماز ادا کرتے تھے اور ''فتوی کبری'' میں کہا کہ تراویح کی تعداد بیس رکعات ہے اور اپنی کتاب "اقتضاء الصراط مستقیم" میں کہا کہ تراویح شریعت میں سنت ہے اور اس کو باجماعت ادا کرنا بدعت نہیں اور ابن عابدین شامی نے اپنے حاشیے (در المختار) میں لکھا ہے کہ امام ابو یوسفؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے تراویح کے سلسلہ میں حضرت عمر فاروقؓ کے فعل کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ تراویح سنت مؤکدہ ہے اور حضرت عمرؓ نے کوئی رخصت نہیں نکالی اور نہ کوئی آپؓ نے بدعت نکالی ہے او آپؓ نے اس دلیل کی وجہ سے اس کا حکم دیا جو ان کے پاس تھی اور جس کا حضور نبی اکرم ﷺ سے انہوں نے وعدہ کر رکھا تھا۔

۵۔ خلاصہ

بڑے عمدہ دلائل سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ متقی اور نیک بزرگوں نے اس پر مداومت اختیار کی ہے کیونکہ اس کے اندر بہت بھلائی ہے اور فائدہ ہے اس امت کے لوگوں کے لئے جو بھی رمضان میں ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کرے اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ یہ نماز باجماعت بیس رکعت ہے اور اس تعداد پر اجماع ہے اور اس پر اضافہ کرنا جائز نہیں اس میں کمی کی جاسکتی ہے کیونکہ جس عمل پر اجماع ہو جائے اس پر کمی کی جاسکتی ہے لیکن اس پر دو باتیں ملحوظ رکھنا ضروری ہیں۔

ا۔ رکعات کی کمی کا تعلق طول قیام کے ساتھ ہو یعنی رکعات کو کم لما کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ بیس تراویح پر اجماع اس پر خلاف ہے کہ بیس سے کم تراویح ادا کی جائے اور قیام لمبا کیا جائے یا بیس سے زیادہ کی جائیں یعنی اجماع اس چیز کے بھی خلاف ہے کہ رکعات کو کم کر دیا جائے اور ان کو (رکعات) لمبا (یعنی قرأت کے ذریعے) کر دیا جائے اور ان کو بڑھانے کے بھی خلاف ہے۔

پہلی صورت میں خلاف اولی ہے اور دوسری جائز ہے کیونکہ مستحبات اور نوافل کا دراومدار طاقت اور توفیق پر ہے جو آدمی کم کر سکتا ہے وہ بھی ٹھیک ہے اور جو زیادہ پڑھ سکتا ہے وہ بھی ٹھیک ہے لیکن درمیانی صورت بہتر ہے کیونکہ کم کرنے میں بھی اجماع کی مخالفت ہے اور زیادہ کرنے میں بھی اجماع کی مخالفت ہے لیکن دوسری (یعنی تکثیر) کے اندر کمزور دلائل ہیں اور اس میں یہ جو دعوہ کیا گیا ہے وہ سلف کے خلاف ہے اور دوسری صورت کی تائید میں امام دارالہجرت (امام مالکؒ) کی صحیح تصریحات ہیں کہ لوگ مدینہ طیبہ میں انتالیس (Thirty nine) رکعات کے ساتھ قیام کرتے تھے۔ فرمایا کہ اس پر میں نے لوگوں کو عمل کرتے ہوئے دیکھا یعنی اہل مدینہ کا عمل امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پکی دلیل ہے۔ واللہ اعلم۔

یہ بات ثابت کرتی ہے کہ ایک پوری جماعت ایک امام کے پیچھے پڑھے اور یہ بھی جائز اور مستحب ہے کہ عورتیں اسی امام کے پیچھے مسجد میں نماز تراویح ادا کریں بشرطیکہ وہاں کوئی تکلیف یا ایذا کا امکان نہ ہو مثلاً چھوٹے بچوں اور گھر کی حفاظت کا مسئلہ اور مسجد کے آداب کا لحاظ رکھا جائے مثلاً مسجد میں شور وغل اور عوتوں کا اپنے ہمراہ کام کی چیزیں لے آنا اور بچوں کو لے آنا۔

باب چہارم

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں نمازِ تراویح

الف: صورت حال

جیسا کہ حدیث پاک سے واضح ہے کہ لوگ خلافت عثمانی میں شدت قیام کی وجہ سے لاٹھیوں پر ٹیک لگاتے تھے۔ دس دن میں ایک اور مہینے میں تین قرآن شریف ختم کرتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ رمضان کے ہر عشرے کی اپنی خصوصیت ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اس مہینے کا پہلا عشرہ رحمت درمیان والا مغفرت اور تیسری یعنی آخری جہنم سے آزادی کا عشرہ ہے۔

ب: تعداد رکعات

بیہقیؒ نے اپنی ''السنن'' حضرت سائب بن یزیدؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بیس رکعات دو سو (۲۰۰) آیات کے ساتھ پڑھتے تھے اور خلافت عثمانی میں شدت قیام کی وجہ سے لوگ اپنی لاٹھیوں پر ٹیک لگاتے تھے۔ اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں اور سند صحیح ہے۔

ج: طریقہ

بیس (۲۰) رکعات ایک امام کے پیچھے ادا کی جاتی تھیں۔

باب پنجم

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں نمازِ تراویح

الف: صورت حال

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قرآن کے حافظ قاری بلائے اور ان میں سے ایک امام کو منتخب کیا کہ جو لوگوں کو نماز میں قرآن ختم کرائے۔

ب تعداد رکعات

امام بیہقیؒ نے اپنی ''السنن'' میں ''ابو الخصیف'' کی یہ بات نقل کی ہے کہ رمضان میں سوید بن غفلۃ ہمیں امامت کرواتے تھے تو پانچ ترویحوں میں بیس رکعات پڑھاتے اور ہمیں ''شتیر بن شکلؒ'' کی روایت ملی ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب سے تھے کہ یہ لوگوں کو رمضان کے مہینے میں بیس (۲۰) تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

اہم بات

ایک ضروری بات یہ ہے کہ ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت کو کیوں اپناتے ہیں؟ تو اس کی وجہ اور دلیل یہ ہے کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

وَ مَا اٰتٰاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَ مَانَھَاکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

''رسول جو تمہیں کرنے کو کہیں وہ کرو اور جس چیز سے رکنے کا کہیں اس سے رک جاؤ۔'' (۷:۵۹)

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ

جس نے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ (ہی) کا حکم مانا۔'' (۸۰:۴)

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

''(اے حبیب!) آپ فرما دیں اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو تب اللہ تمہیں (اپنا) محبوب بنا لے گا۔'' (۳۱:۳)

تو ہمیں یہاں اس بات کا پتہ چلا کہ جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اور

ان سے محبت کی دراصل اس نے اللہ کی اطاعت کی اور اللہ سے محبت کی۔ لہٰذا ہمیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت بھی ہم پر فرض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اس کا حکم دیا ہے تو جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور محبت دراصل اللہ کی اطاعت اور محبت ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم فاهتدیتم

''میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم میں سے جس نے ان میں سے کسی کی بھی پیروی کی وہ ہدایت پا گیا''۔

حدیث

عن العرباض بن ساریه قال فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدین تمسکوبها وعضوا علیها بالنواجذ. الخ(۱)

''یعنی تم میری سنت کو اور سنتِ خلفاء راشدین وجو ہدیت یافتہ ہیں کو لازم پکڑو اور اس پر عمل کرو اور داڑھوں میں مظبوط پکڑو۔''

اور بقول بعض علماء کے خلفا سے مراد عام ہے۔ شیخ مولانا عبدالغنیؒ محدث دہلوی مہاجر مکی لکھتے ہیں:

یعنی جو علماء جناب رسول اللہ ﷺ کے طریقہ پر ہیں جیسے چاروں امام (امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ) اور عادل حکام جیسے عمر بن عبدالعزیزؒ سب اس حدیث کا مصداق ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جیسے سنت رسول اللہ ﷺ کی اتباع لازم ہے ایسے ہی سنت خلفاء راشدین کی اتباع ضروری ہے۔ بلکہ بعض علماء کے ہاں جمہور مجتہدین ومقلدین ائمہ اربعہ وعمر بن عبدالعزیزؒ بیس تراویح سے کم نہیں پڑھتے تھے۔ تو بیس تراویح سے کم پڑھنا سنت رسول اللہ ﷺ اور وسنت خلفاء راشدین کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ اس

(۱) رواه احمد ابوداؤد والترمذی وابن ماجه

حدیث میں حضور نبی اکرم ﷺ کا امر اور ارشاد ہے۔ کہ تم میری سنت اور خلفاء کی سنت کو لازم پکڑو۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ خلفاء راشدین کے قول وفعل کی پیروی بھی ضروری ہے۔ کیونکہ یہ بھی سنت ہے۔

نمبر شمار	اطراف الآیات	صفحہ
۱	وَ مَا آتَاکُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡهُ وَ مَانَهَاکُمۡ عَنۡهُ فَانۡتَهُوۡا	۵۹
۲	مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ	۵۹
۳	قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰهُ	۵۹
	اطراف الاحادیث	
۴	کان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یصلی اربع رکعات فی اللیل ثم یتروح	۱۰
۵	کان عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه یروحنا فی رمضان قدر ما یذهب الرجل من المسجد الی الجبل سلع	۱۱
۶	عن ابی هریرة قال کان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یرغب فی قیام رمضان من غیر ان یأمر هم فیه بعزیمة	۱۲
۷	من قام رمضان ایماناً و احتساباً غفرله ما تقدم من ذنبه وفی روایة صحیحة روٰی و ما تأخر	۱۲
۸	قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ان الله فرض علیکم صیام رمضان و سنت لکم قیامه فمن قامه ایماناً و احتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه	۱۲
۹	ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ذکر رمضان بفضله علی الشهور فقال من قام رمضان ایماناً و احتساباً خرج من ذنبه کیوم ولدته امه	۱۳

نمبر شمار	اطراف الاحادیث	صفحہ
۱۰	من ادرک رمضان بمکة فصامه وقام منه بما تیسر کتب الله له مائة الف شهر رمضان	۱۵
۱۱	قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لقد اظلکم شهر کم هذا.... نوافله قبل ان یدخله	۱۵
۱۲	ماکان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یزید فی رمضان و فی غیره علی احدی عشر رکعات	۱۹
۱۳	من قام رمضان ایماناً واحتساباً غفرله ما تقدم من ذنبه وما تأخر	۳۰
۱۴	فقال یا عائشة ان عینی تنامان ولا ینام قلبی	۳۸
۱۵	اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم فاهتدیتم	۶۰
۱۶	عن العرباض بن ساریة قال فعلیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدین تمسکوبها وعضوا علیها بالنواجذ	۶۰

اعلام و بلاد	صفحہ	اعلام و بلاد	صفحہ
اللہ جل جلالہ	متعدد بار	قرآن	۲۲،۲۶،۴۶،۵۷،۵۹
محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۲۶، ۴۷	خطیب	۱۶،۵۰
عائشہ صدیقہؓ	۱۰،۹۱،۲۰،۳۳،۳۵،۳۶، ۳۷، ۳۸	مالکؒ	۱۷،۲۱،۲۳،۲۵،۲۶،۲۷، ۴۶،۴۹،۵۰،۵۳،۵۴،۶۰
ابو بکر صدیقؓ	۴۰،۴۳،۴۷،۴۸	ابی بن کعبؓ	۷۱،۲۱،۲۶،۲۸،۲۹،۳۹،۴۰،۴۶
عمر فاروقؓ	۱۰،۱۱،۱۷،۱۸،۲۱،۲۲،۲۳،۲۵، ۲۶،۲۷،۳۸،۴۰،۴۲،۴۳،۴۴، ۴۵،۴۶،۴۷،۴۸،۴۹،۵۰،۵۲، ۵۳،۵۷	ابو حنیفہؒ	۲۱،۲۲،۲۳،۲۵،۲۶،۲۷،۲۹،۵۰، ۵۲،۵۳،۶۰
عثمانؓ	۵۲	تمیم داریؓ	۷۱،۲۱
رافعیؒ	۱۱	محمد بن یوسفؒ	۱۷
اسماعیل زاہد	۱۱	محمد ابن نصرؒ	۱۷
کوہِ سلع	۱۱	اسحاقؒ	۱۷
ابو ھریرہؓ	۱۲،۴۵	عبدالرزاقؒ	۱۷،۴۷
دار قطنیؒ	۱۳	ابو سلمہؒ	۱۹
خطابیؒ	۱۳	نوویؒ	۱۴،۱۶،۲۳،۴۷،۵۲
مکہ	۱۵،۲۰،۲۶	ابن حجرؒ	۱۶،۲۳،۲۵،۲۹،۳۷،

اعلام و بلاد	صفحہ	اعلام و بلاد	صفحہ
ماوردیؒ	۱۶	ابن اثیر جذریؒ	۵۱
ابو عبداللہ بن فنجویہ دینوری	۵۱	ابو بکر بن مالکؒ	۵۱
ابو اسحاق	۵۱	ذہبیؒ	۵۱
برہانؒ	۵۱	طاؤسؒ	۵۲
سیرینؒ	۵۲	مدینہ	۱۴،۲۰،۲۶،۵۴
مصر	۱۷،۲۲	عبداللہ بن ابی بکرؓ	۲۱
سائب بن یزیدؓ	۲۱،۵۰،۵۷	عمر ابو عثمانؒ	۲۱،۴۵
حسنؒ	۲۱	رملیؒ	۱۶
ابن عبد السلامؒ	۲۲	ابن صلاحؒ	۲۲،۵۱
اسنویؒ	۲۲	زرکشیؒ	۲۲
عمان	۲۲	سبکیؒ	۲۳،۲۸
شافعیؒ	۲۳،۲۵،۲۶،۲۷،۲۹،۴۹،۵۰، ۵۲،۵۳،۶۰	احمد بن حنبلؒ	۲۴،۲۵،۲۷،۲۹،۳۲،۴۵، ۵۲،۵۳،۶۰
حیدر لائیؒ	۲۳	عبداللہ بن علویؒ	۲۴
یوسفؒ	۲۳،۲۶،۵۳	داؤدؒ	۲۵
کاسانیؒ	۲۵	شعرانیؒ	۲۵،۲۹

اعلام و بلاد	صفحہ	اعلام و بلاد	صفحہ
ترمذیؒ	۵۲،۲۵	عثمانؓ	۵۶،۲۶
علیؓ	۵۹،۵۸،۲۶	بدرالدینؒ	۴۷،۲۶
ابن عربیؒ	۵۲	سیوطیؒ	۵۲
لیث بن سعدؒ	۵۲	ابن مبارکؒ	۵۲
طحاویؒ	۵۳،۵۲	ابو الخصیف	۵۹
ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن	۳۵	قرطبیؒ	۴۸،۳۶
عیاضؒ	۳۶	ابن ابی شیبہؒ	۳۹،۳۸
جابر بن عبداللہؓ	۳۹،۳۸	عباسؓ	۳۹
ثعلبہ بن ابی مالکؒ	۴۰	عبدالقیوم ہزاروی	۴۱
ابن رجبؒ	۴۳	ابو یعلیٰؒ	۵۴
عبدالرحمٰنؒ	۴۶،۴۵	زید بن وہبؒ	۴۷
عبد اللہ بن مسعودؓ	۴۷	الاعمشؒ	۴۷
زین عراقیؒ	۴۷	کمال الدین بن ہمامؒ	۴۸
شاہ ولی اللہؒ	۴۹	زکریا انصاریؒ	۵۰

اعلام و بلاد	صفحہ	اعلام و بلاد	صفحہ
شتیر بن مشکلؒ	۵۹،۲۶	ابن ابی ملیکہؒ	۲۶
عطا ابی رباحؒ	۲۶	سعید بن ابی الحسنؒ	۲۶
الصمدؒ	۲۶	ابوعمروؒ	۵۲،۳۷،۲۸،۲۷،۲۶
ابوعبداللہؒ	۲۶	سفیانؒ	۵۰،۴۹،۲۷،۲۶
اسودؒ	۲۶	ابن شیبہؒ	۲۶
غزالیؒ	۲۷	عبدالقادرؒ	۲۷
ابن قدامہؒ	۲۷	تیمیہؒ	۵۳،۲۸
عینیؒ	۵۳،۲۸	ابن عابدینؒ	۵۳،۲۹
ابو ذرؓ	۵۲،۳۲	بلالؓ	۳۲
ابو داؤدؒ	۳۳	ترمذیؒ	۵۲،۳۳
نسائیؒ	۵۲،۳۳	طبرانیؒ	۴۵،۳۹،۳۳
حذیفہ بن الیمانؓ	۳۳	بخاریؒ	۳۴
مسلمؒ	۳۴	عروۃ ابن زبیرؒ	۳۴
عبدالغنیؒ	۶۰	عمر بن عبد العزیزؒ	۶۱،۶۰

کتابیات

نام کتاب	مصنف / مؤلف	مطبع
قرآن حکیم	من جانب اللہ	
الصحیح البخاری	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	دارالکتب علمیہ بیروت، ۱۴۱۲ھ دار ارقم بیروت
الصحیح المسلم	امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قیشری، متوفی ۲۷۳ھ	مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ، ۱۴۱۷ھ
سنن ابوداؤد	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث بجستانی، متوفی ۲۷۵ھ	دارلکتب علمیہ بیروت، ۱۴۱۴ھ
سنن ترمذی	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ	دار الفکر بیروت، ۱۴۱۴ھ
سنن نسائی	امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی، متوفی	دار المعرفہ، بیروت، ۱۴۱۲ھ
سنن ابن ماجہ	ابوعبداللہ محمد بن یزید قزوینی (۲۰۹-۲۷۳ھ)	بیروت، لبنان: دارلکتب العلمیہ ۱۴۱۹ھ
کشف الغمہ	علامہ عبدالوہاب شعرانی، متوفی ۹۷۳ھ	دارالفکر بیروت، ۱۴۰۸ھ
مجموعۃ الفتاوٰی	شیخ ابوالعباس تقی الدین بن تیمیہ، متوفی ۷۲۸ھ	مطبوعہ ریاض، مطبوعہ دارالجیل بیروت، ۱۴۱۸ھ
التوشیح علی الجامع الصحیح	حافظ جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ،	دارالکتب علمیہ بیروت، ۱۴۲۰ھ
عمدۃ القاری	حافظ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی، متوفی ۸۵۵ھ	مطبوعہ ادارہ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ، دارالکتب العلمیہ ۱۴۲۱ھ
فتح الباری	حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	مطبوعہ دار نشر الکتب السلامیہ لاہور، دارالفکر بیروت ۱۴۲۰ھ
اعانۃ الطالبین	السید البکری بن السید محمد شطا الدمیاطی ابوبکر	مکتبہ دار الفکر بیروت

نام کتاب	مصنف / مؤلف	مطبع
مختصر خلیل	خلیل بن اسحاق بن موسیٰ المالکی	دارالفکر بیروت
السنن الکبری	بیہقی، ابوبکر احمد بن حسین بن علی بن عبداللہ بن موسیٰ (۳۸۴-۴۵۸ھ)	الکویت: دار الخلفاء للکتاب الاسلامی، ۱۴۰۴ھ
منہاج السنۃ	احمد بن عبدالحلیم بن تیمیہ العرانی ابوالعباس	مؤسسۃ قرطبہ
المصنف	ابن ابی شیبہ، ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابراھیم بن عثمان کوفی، (۱۵۹-۲۳۵ھ / ۷۷۶-۸۴۹ء)	رایض سودی عرب، مکتبہ الرشد، ۱۴۰۹ھ
الصحیح	ابن حبان، ابو حاتم محمد بن حبان احمد بن حبان (۲۷۰-۳۵۴ھ / ۸۸۴-۹۶۵ء)	بیروت لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۴
تلخیص الحبیر	ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳-۸۵۲ھ / ۱۳۷۲-۱۴۴۹ء)	مدینہ منورہ، سعودی عرب: ۱۳۸۴ھ
السنن	ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان (۳۰۶-۳۸۵ھ)	بیروت، لبنان: دارلمعرفہ، ۱۳۸۶ھ
نصب الرایہ	زیلعی، عبداللہ بن یوسف، ابومحمد الحنفی (۷۶۲ھ)	مصر: دار الحدیث، ۱۳۵۷ھ
المعجم الکبیر	طبرانی، سلیمان بن احمد (۲۶۰-۳۶۰)	موصل، عراق: مطبعۃ الزہراء الحدیثہ
المصنف	عبدالرزاق، ابوبکر بن ہمام بن نافع صنعانی (۱۲۶-۲۱۱ھ)	بیروت، لبنان: المکتب السلامی، ۱۴۰۳ھ
مجمع الزوائد	ہیثمی، نور الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵-۸۰۷ھ)	قاہرہ، مصر: دارلریان للتراث + بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ

نام کتاب	مصنف / مؤلف	مطبع
المغنی مع شرح الکبیر	علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی ،متوفی ۶۲۰ھ	مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۴ھ
میزان الشریعۃ الکبریٰ	علامہ عبد الوہاب شعرانی ،متوفی ۹۷۳ھ	مطبوعہ مطبع مصطفی البابی و اولادہ مصر، ۱۳۵۹ھ
الکفایہ فی علم الروایہ	حافظ ابو بکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی، متوفی ۴۶۳ھ	مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ
بیس تراویح کا ثبوت	خیر محمد جالندھری	بیت التوحید کراچی
جاء الحق	مفتی احمد یار خان نعیمیؒ	مکتبہ اسلامیہ لاہور
کیفیۃ الصلوٰۃ التراویح	محمد بن علوی المالکیؒ	السعودیہ
غنیۃ الطالبین	محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ	نفیس اکیڈمی کراچی